

رَفَعَ الْإِسْتِثْنَاءَ

عَنْ مَسْأَلِ الْبَائِسِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِهِ نَسْتَعِينُ

الحمد لله على خطابه لنبيه في كتابه بقرآنه قل من حرم زينة الإماء التي أخرج
عباده والحيات من الرزق والصلوة والسلام على خير خلقه سيدنا محمد
عبده ورسوله المبعوث إلى كافة الناس بالحق والصدق وعلى آله الأصفياء
وصحبه الأتقياء ومن تبعهم بإحسان من أهل العلم والهدى والحق
اس زمان قیامت نشان میں جہان اور بی حساب منکرات شائع ہوں
وہاں ایک یہ منکر بھی در بیان عالمہ مسلمین و مؤمنین کے رائج الوقت ہے
کہ اہل اسلام و اصحاب بیان فی لہ اسل نے دین حق کا چہرہ کر لہ اسل اہل
کا پسند کیا ہی اور مثل ہدیت قلب کے قالب کی صورت ہی بدل دی ہے

جب کوئی طائفہ منفق و فاجر کو بی طرز جدید لباس میں نکالتا ہے یا اہل کفر
 کوئی تراش خراش ایجاد کرتی ہیں تو سب سے اول یہی فرقہ مسلہ
 اور کواپنے لیے اخذ کرتا ہے پس منکک یہ لوگ آپکو خاندانی مسلمان کہہ جاتے
 ہیں مسیحیان السد و بجدہ سیرت و صورت دونوں تو خلاف دین حق و
 سنت پیغمبر برحق ہیں لیکن اسلام میں بٹانہ میں آتا رہتی ترسا ہو یا جامہ جو
 پیر ہن مجھتی یا لباس ہنودی بہنو و اس کے پہنے اور اختیار کر کے میں
 کچھ پروازیان ایان و نقصان اسلام کی نہیں ہے گویا یہ حدیث مرفوعہ
 ابن عمر من تشبه بقوم فهو منهم رواہ احمد و ابو داود مشوخ ہو چکی ہے
 حالانکہ بعوم خود شامل جملہ وجوہ مشابہت و تشبیہ صوری و معنوی و ظاہر
 و باطنی ہے ہر امر دینی و دنیاوی میں اسی حدیث شریف کی شرح
 کتاب اقتضاء الصراط المستقیم الخالفۃ اصحاب ابیہم ایک مجلہ ضخیم ہے مجھے
 اس جگہ فقط ذکر کرنا آداب لباس نبوی کا تقہ و نہ جملہ اسباب تشبیہ بالغیر کا اور
 یہی اس نیت سی کہ عامۃ اہل دین اپنی وضع سنت دیم سی جو کہ زینتی صالین
 و علماء و راہنہین و عوام مومنین و خواہس مسلمین سے منحرف ہوں اور جو قطع
 و برید خلاف طریقہ مافوق یا موافق بدعت مشہور ہو اس سے دور رہیں کیونکہ
 ظاہر عنوان باطن کا نہوتا ہے الا ماشاء اللہ تعالیٰ و لہذا کہنا ہے

و تشبهوا ان لم تکنوا مشابہم ان التشبه بالکفر مرفلاج

اور شیخ سعدی نلیہ الرستمہ فرماتی ہیں

ہر کرا جامہ پارسا بینی . پارسا زبان و نیک انداز
 یہ بات باعتبار اکثر احوال کے کہی ہے نہ کلیہ اس لیے کہ قبض موافقین
 برخلاف اس کے بھی تجربہ ہوا ہے بہر حال مسلمان کو اپنی ہیئت و شکل اسکا
 پر رہنا اور دوسری کی زری و وضع سے بچنا واجب مستم ہے اگرچہ
 کوئی سی بھی وضع مانع عصیان یا وبال ب نفع نہیں ہوتی ہے مصیبت و
 طاعت کا علاقہ زیادہ تر دل سے ہے اذ اصلحت صلح الجسد کلامہ و اذا
 صدت مند الجسد کلامہ الا وہی الہاب رہے عجاج سوجب اون کی بھی
 اصلاح کیجاتی ہے اور مقدسین ہوتا ہے تو صورت و سیرت کا استعا و شہرہ
 سعادت و مغفرت کا دیتا ہے اور فناء و عمل سے نجات بخشتا ہی و الا
 حدیث میں آیا ہے کہ ان اللہ لا یظہر الی صورہ و لکن ینظر الی قلوبہ و
 نبأ تکم او حکما قال اور فرمایا ہے التقوی ما هنا ابرقرآن شرافین آیا ہے
 و لباس التقوی ذالک خیر اور فرمایا ہی ہند و ازینکہ عند کلی مسجد باحکم
 غرض اصلی اختیار لباس ہی ستر عورت ہے جبکہ حکم قرآن و سنت و دلالت
 میں آیا ہے بدت لہما سو انھما فقط یخضعان علیہما من و علیہما
 اور فرمایا و انزلناہ لکم لباسا یاری سو تک و ریشا اب بعد معلوم ہو جائے
 اس ہتید کے ذکر آداب لباس کا کیا جائے ہے اس باری مین ابو الجہد

شیخ عبدالحق محمد بن ابی ریحانی ایدہ عنہ فی ایک رسالہ مختصر پانچ ورق
 کا لکھا ہے اسی کی ترتیب اس جگہ مع ترجمہ و تفسیر زیادہ کے مقرر رکھی گئی ہے
 اور احادیث کو اصل رسالہ پر مع فوائد و فوائد کی اضافہ کیا گیا ہے جس پر
 اس کا رد وائی میں کسی فتد و تکرر نہیں ہے لکن اس کے ساتھ ہی ایضاً
 تقریر ہے یہی شاید اس جامعیت کا کوئی دوسرا رسالہ کم میسر ہو و اب اللہ تعالیٰ
 وہو المستعان و علیہ التکلیف مفتد منہ لفظ لباس مصدر ہے بمعنی لباس
 جیسے کتاب میں مکتوب اور یہ اسم لباس شامل ہے و شار و پیرٹن و حجبہ
 و کلاہ و رواد و ازاد و فعلین و نحوہ کو جو کہ پہننے میں آتے ہیں سو لباس
 حضرت سید الانبیاء و سید الاصفیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ
 سلم کا اکثر سفید کپڑے کا تھا اور آپ سفید لباس کو بہت دوست رکھتے
 تھے چنانچہ حدیث ابن عباس میں فرمایا ہے السوا من ثیابکم البیض
 فانما من خیر ثیابکم و کفنا فیہا مواکیر و ابی داود و الترمذی و
 قال حسن صحیح و ابن حبان فی صحیحہ صنیعہ امر کا اپنی اصل وضع میں و اسطے
 و خوب کے آتا ہے جب تک کہ کوئی صاف موجود نہ ہو اس جگہ صاف کا
 وجود نہیں ہے معنی حدیث کے یہ ہوئی کہ تم سفید کپڑے پہنو کہ یہ بہتر جامہ ہے
 تمہارا اور اسی سفید جامی میں تم اپنی مردوں کو بھی دفن کرو اس جگہ سے
 معلوم ہوا کہ کفن رنگین نہ کوئی نساہی رنگ کیوں نہ ہو سو سفید کے سمرہ کا

لغت فرما یہ ہے البیاض فیما اظہر والطیب وکفنا فیہا موصی تا کہ
 رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح والنسائی وابن ماجہ والحا کہ
 وقال صحیح علی شرطہما حدیث اول عن جابرہ سفید کو خیر ثیاب فرمایا ہوتا
 اور اس حدیث میں اظہر والطیب کہانی تین وصف ہوئی طہارت و طہیبت
 و خیریت اور حدیث ابوالدرداء میں وصف احسنت کا بھی زیادہ کیا ہی
 اور فرمایا ہی احسن ما ذکرہ اللہ فی تقویٰ ذکر و مساجد کہ البیاض رواہ ابن ماجہ
 اس کی سند میں کچھ ضعف ہے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لیے جابرہ سفید حالت
 ممات و حیات دونوں میں احسن ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ سفید کو اظہر
 و اطہر اس لیے کہا ہے کہ وہ اوس رنگ پر باقی ہے جس پر اندر نے اوس کو پیدا
 کیا تھا کا اشارہ الیہ تعالیٰ بقولہ فطرۃ اللہ الی فطرۃ الناس علیہا لا تبدل
 الخلق اللہ اور یہ معنی نہایت مناسب ہیں بوجہ اقتران ما بعد کے کہ کفنا
 فیہا موصی تا کہ ہے آمین گویا ایسا ہے کہ تم سب حیات و ممات میں فطرت اللہ
 کی ساتھ رجوع الی اللہ کرو وہ فطرت جو کہ مشبہہ بیاض ہی یعنی نور تجید
 جلی کہ اگر انسان کو اور اوس کی طبیعت کو چھوڑ دین تو وہ اسی توحید کو اختیار
 کرے بغیر نظر کے طرف کسی دلیل عقلی و نقلی کے کیونکہ تغیر توحید میں عوارض
 سے آتا ہے یا طیب کے یہ معنی ہیں کہ نہ سفید رہنے نہ غلط بالوان دیگر
 اور اظہر کے یہ معنی کہ بار بار دہونے میں اسباب میل کو مل کے آتا ہے ابھلا بھال

و مساجد و جامعہ میں جامہ سفید کا پہننا افضل ہے اور عید میں قمیج
 کپڑے کا و اسطیٰ اظہار فریخت کے ولہذا حضرت عیدین و جمعہ میں لال
 و ہری کی چادر اوڑھتے تھے و اشد اعظم شیخ مکتہ میں کہ فقہ ابو اللیث نے
 رستان میں کہا ہے یستحب البیض من الثیاب یعنی سفید کپڑا پہننا مستحب ہے
 اور شریعت الاسلام میں ہے احب الالبان البیاض والنظر الی الخضراء یذیل
 فی البصر یعنی رنگہ سفید سب رنگوں میں زہرست تر ہے اور نظر کرنا طرف رنگہ
 سبز کے بنیانی کو زیادہ کرتا ہے و قد لیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 الرداء الاخضر و لبس الاخضر سنة او حضرت فی چادر سبز اوڑھتی ہے
 سبز کپڑا پہننا سنت ہے و یجتنب الرجال الحمرۃ والصفرة من الثیاب
 اور مرد و سبز و زرد کپڑا پہننے سے بچیں انتہی میں کہ تاروں اہل جنت کی صورتیں
 قاطبۃ سفید ہوگی جس طرح کہ اہل نار سیاہ و سوہنگے اور لباس اہل جنت کا
 سبز ہوگا جس طرح کہ لباس اہل دوزخ کا سیاہ ہوگا اسی جگہ سے یہ بات
 ہے کہ دنیا میں بھی اکثر لوگ گورے رنگ والی کو خوبصورت اور کالی کو
 بدصورت کہتے ہیں اگرچہ اس جگہ کے رنگ و روپ کا کچھ اعتبار نہیں ہے
 اعتبار ایمان کا ہے نہ الوان کا لفظ میں کہا ہے لیس البواد لیس من السنة
 ولا فیہ فضل بل کرۃ معاجۃ النظر الیہ لانه بدعة مستحدثة بعد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی سیاہ رنگ پہننا نہ سنت ہی اور

نہ کہ فضیلت رکھتا ہے بلکہ ایک جماعت فقہاء نے ہی نگاہ کرنا طر فربگ
 سیاہ کے مکروہ رکھا ہے اس لیے کہ یہ عدت بعد حضرت کے نکاحی ہے البتہ
 اس میں شک نہیں کہ اگرچہ حضرت ہے ہینا عمامہ سیاہ رنگ کا ثابت ہوا
 ہے مکن تمام جامہ سیاہ کا ہینا مروی نہیں ہے بلکہ ان کا سیاہ پہنے سے
 روضۃ العلماء میں کہا ہے ان باحیضۃ صح قال لیس السواد لا یجوز لانه
 کان لایلبس ذلک فی زمانہ و بعد و نہ یحبوا و قال ابوا بن مسعود و محمد
 یحییٰ لان فی زمانہما یلبسون و یقبحون و تا بہ یعنی ابو حنیفہ ناجائز اور
 صاحبین جائز کہتے ہیں میری نزدیک جواز و عدم جواز و نون علی الاطلاق
 صحیح نہیں ہیں اور تعلیلات مذکور درست ہیں بلکہ فی الجملہ جائز ہے جیسے
 دستار سیاہ یا لنگی کالی و ماری کی اور فی الجملہ ناجائز جیسے سرپا سیاہ و اعظم
 کثر میں کہا ہے کہ لبس سواد مذہب ہی اور شرع میں کہا ہے کہ حضرت فی
 سیاہ عمامہ باندھا ہے اور اس کا سر در بیان ہر دو روش لٹکایا ہے شیخ
 فرماتے ہیں کہ گودی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید ہوئی اس میں رنگ دیگر
 نکلے اور حضرت کی دستار مبارک اکثر اوقات میں سفید ہوتی تھی اور کبھی سیاہ
 اور احیا یا بنبر اور بعض نے کہا ہے کہ وقت جنگ و غزاکے سر مبارک پر عمامہ
 سیاہ ہوتا تھا اور بعض نے کہا کہ بسبب مغر کے گودی سیاہ پڑ گئی تھی ورنہ اصل
 میں سفید ہی مکن مقرر یہ ہے کہ گاہ گاہ آپ فی دستار سیاہ و جامہ سیاہ پہنا

دکتر طبلان و عرض و ستار

شیخ کہتی ہیں کہ دستار دہان کی حضرت شاہ کی سب گزیا آئینہ گزشتی اور قوت
 نماز پنجگانہ کی بارہ گز اور دن محمد و جمعہ کی نماز گز اور وقت جنگ حرب
 کے ۵ گز اور علمای متاخرین ثنی تجویز کیا ہے کہ سلطان و قاضی
 مفتی و فقیہ و شایخ و نمازی اس کو تک کی گپڑی سپر پانڈین تو جائز
 ہے واسطی و قلم و کلمین و شہادت کی انتہ میں کہتا ہوں یہ تجویز
 خلاف سنت ظاہر ہے نہر گز کرنا چاہیے بلکہ داخل سورت ممنوع ہی ہے
 کند گور پرستان زیارت زاہد کہ زیر گنبد دستار زندہ و گورست
 اسی طرح جو تفاوت و ستار نبوی کا اندر گہرا و نماز و حرب کے بیان
 کیا ہے ماخذا و سبکا معلوم ہوا ظاہر احادیث ہی ہے کہ عمامہ شریف
 ہفت گز کا ہوتا تا جزی نے کہا ہے عین کتب کا تتبع کیا کہ محکمہ قدر عمامہ
 حضرت پر وقت حاصل ہو ہوا بیان تک کہ محکمہ خبر دی او س
 شخص نے جبیر محکمہ و ثوق ہے کہ اوٹے کلام نوی میں دیکھا ہے کہ
 حضرت کا عمامہ قصیر دسات گز کا اور عمامہ طویلہ باز گز کا ہوتا ہوتا
 انتہ شیخ کہتے ہیں کہ دستار باندہ میں سنت یہی کہ دستار دراز ہو
 نہ عریض اور عرض دستار کا نیم گز ہو کہ نیم زیادہ کسر کے ساتھ اس میں
 قصور فقور نہیں ہے اور اقل درازی سات گز ہے اور گز ۱۲ انگشت

یعنی قبضہ کا سنت یہی کہ گہرے یا طہارت باندھنا اور وقت باندھنے کے رو قبضہ کھڑا ہو اور جب کہوئے تو کور کو گرہ کر دے کھولی ایک ڈھنڈے کو لی بلکہ جس طرح پیچ باندھا ہے اسی طریق پر پیچ بچھ کوئے اور بعد باندھنے کی آئینے میں یا پانی میں یا مانند اوس کی کے اوشی میں دیکھ کر سیدھی کرے اور مع کش کے باندھے یعنی شلہ کے

فکر شملہ کا

اس میں اختلاف ہے اکثر واعاب اوقات حضرت پس پشت رکھتے اور احیاناً بجانب دست راست اوچپ پر رکھنا جرت ہی کنا قیل او قیل مقدار شملہ کا ہم انگشت ہے اور اکثر ایک بالشت اور تلویل اوس کی متجاوز پشت سے جرت ہی اور تحقیص ارسال شملہ کی وقت نماز کے بھی موافق سنت کے نہیں ہے ارسال شملہ کا سبب ہی منجاسن زوا کے اور اوس کے ترک کرنے میں کوئی گناہ یا بی ادبی نہیں ہے اگرچہ ارسال میں اوس کی ثواب و فضیلت ہے حدیث ابن عمر میں آیا ہے کان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا اجتمع مدال عما مبتدئ بکفیه رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن غریب اور عبد الرحمن بن عوف نے کہا ہے عظمی رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فند لها بیت یدی ومن خلفی رواه ابوداؤد یعنی ایک طرف عامر کی سامنے

چوڑی اور دوسری طرف پس پشت یعنی دونوں طرف شملہ چوڑا
 سینے پر اور پیٹ پر وضو نہیں کہاتے وارسال ذنب العمامۃ بایں
 کفین مندوب جہت ضعیف میں آیا ہے کہ دو رکعت نماز ساتھ عمامہ
 کے بہتر ہے ستر رکعت نماز بلا عمامہ سے اور چوڑا شملہ کا پس پشت
 مستحب ہے نہت مٹو کہہ نہیں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہے
 شملہ عمامہ کا چوڑتے اور کہی نہ چوڑتے اور کہی گزون سے نچا ہوتا اور
 کہی ایک سر گریٹے میں اوڑس لیتے اور دوسرا سر چوڑ دیتے اور شملہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر پس پشت ہوتا اور کہی جانب میں اور
 کہی دو شملہ ہوتے درمیان دونوں ہونڈ ہون کے فقہاء کے پاس ارسال
 شملہ پر پراہین قیاسیہ بہت ہیں بیان تک کہ ارسال کو مٹو کہ جانتے ہیں اور
 بعضے جانب چپ رکتے ہیں لکن اس کی سند قوی و معتبر نہیں ہے بلکہ بدت
 ہے اگرچہ بعض نے اس بارے میں کچھ لکھا ہے ہی اور علماء تخرین بجز نماز بیجا
 کے شملہ کا ارسال نہیں کرتے بسبب طعن و متخیر جہاں زمانہ کے فتاویٰ صحیح
 و جامع میں کہنا ہے ترک الذنب ذنب والارکعتین مع الذنب افضل من
 سبعین رکعة بغیر ذنب والذنب ستة افعال للقاصی حسن وثلاثون اصابع
 للخطیب احدى وعشرون اصابع وللعالی سبع وعشرون اصابع وللمعلم
 سبع عشر اصابع وللصوفی سبع اصابع وللعامی اربع اصابع انہی تہتم

شلمہ محض بے بنیاد اور مجروری و قیاس ہے کوئی دلیل اس بفرستے پر
 عقل و نقل و نفس قائم نہیں ہے معلوم نہیں کہ حضرت شیخ رح نے
 کیوں تعقب اس قول پر کیا ہے انکیلیت نما نہ سواس میں شک نہیں
 ہے کہ نماز بی عمامہ سی نماز با عمامہ کو فضیلت حاصل ہے باعتبار وقار و
 سکینہ و اتباع سنت کے حدیث عبادۃ بن فرما ہے علیکم بالعمامۃ ^{نفا}
 سماء الملائکۃ وارضوا خلف طوعکم واداء الیہم فی سبیل الایمان
 یعنی تم گڑھی باندھا کرو کہ یہ بانہ ہے فرشتوں کا اور لشکاؤ اس کو پشت
 اپنے گلہبی نے کہا ہے کہ فرشتے دن بدر کے زرد عمامے باندھا کرتے تھے
 وہ اون کے دوش پر فروخت بیعتی رکنا نہ کا لفظ فرسا یہ ہے فرق مابین
 و بان المشرکین العمامۃ علی القلائس واداء النزمذی فقال ہذا لشد
 غریب و اسنادہ لیس بالقائم یعنی فرق درمیان ہماری اور مشرکوں کے
 یہی عمامہ باندھنا ہے کلاہ پر یعنی ٹوپی پر گڑھی باندھتے ہیں اور وہ
 پگڑی بی ٹوپی کی باندھتے ہیں یا وہ فقط ٹوپی اوڑھتے ہیں بغیر گڑھی کے
 لکن اول الظہر بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جمع کرنے درمیان کلاہ
 و دستار کی اور مجرور کلاہ پر اقتصار کرنا زنی مشرکین ہے اختہ چنانچہ
 مضاری فقط کلاہ ناشرہ پر قصر کرتے ہیں اور عمامہ نہیں باندھتے بلکہ غالب
 اوقات میں برہنہ سر بی کلاہ و دستار رہتے ہیں اسطرح بنگالی بہت مال

کلاہ کا نہیں کہتے اور اکثر ہنر و دستارے کلاہ استعمال میں رکھتے ہیں
 ہونے پر صورت میں خلاف سنت اسلام میں شیخ فی کہا ہے حدیث میں
 آیا ہے جیسے بیٹیکر عامہ بانڈ لیا کٹر سے ہو کر نزار پنی تو مبتلا کر گیا اس کو اس
 ایسی بلا میں جس کی وہ نہیں ہے انتہی ممکن اس حدیث کی تخریج یہاں
 نہیں کی اسکی سند کو دیکھنا چاہیے کہ کیسی ہے پہر کہا ہے کہ اگر سعد و
 ہویاز میں یا بیمار تو جائز ہے اور بعض کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ کوئی شخص
 آپ کو اکثر اوقات میں لباس سیاہ و سب سے شہر ذکر ہے کہ یہ مکروہ و
 منوع ہے چنانچہ حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے من لبس ثوب شمرۃ فی الدنیا
 البسۃ اللہ ثوب مذلة فی المآلیمۃ رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ
 اور اگر احیاناً ہو تو کوئی مانع نہیں ہے اور بہترین لباس جامہ سفید ہے
 اور گھبر میں ملوک و اغیار کے دستار سیاہ و سب یا جامہ و پیرہن و رداء
 سیاہ و سب بہین کر نجائے کہ منوع ہے انتہی وجہ اس ممنوعیت کی غیہ ظاہر
 ہے اس کا ماخذ معلوم کرنا چاہیے

نوکر کلاہ کا

کلاہ و فستق ہے ایک لاطیہ و مٹا شمرہ لاطیہ وہ ٹوپی ہوتی ہے جو
 سر سے متصل ہوا و ایسی ٹوپی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر
 مبارک پر رکھی ہے اور ناشمرہ وہ ٹوپی ہے جو سر سے متصل نہ ہو بلکہ آڑا

ہو اور ایسی ٹوپی شارباطہ سیاہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمتر مبارک پر رکھی ہے اور بعض مشائخ اور سکونیتے بین سوید جائز ہے اور حضرت کنبی لاطیہ نیچے عامہ کے پہنتے اور کہی عامہ نیچے لاطیہ کے باندھتے لیکن حدیث متقدم رکاز سے نبی عامہ نبی لاطیہ کی نکاحی ہے ابو کبشہ نے کہا ہے کان کمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواہ الدرمی وقال هذا حدیث مسکما یعنی صحابہ کی ٹوپیاں سر سے لگی ہوئی تھیں نہ بلند اکثر شراح نے کہا ہے کام جمیع ہے کہ کی کہ کاہہ مدور کو کہتے ہیں کذافی القاموس اور بعض نے کہا مراو کام ہے استین ہے یعنی تائیدین فراخ تنی اکب بالشت تک نہ رومی و سید و نیجانی کہ تنگ دست ہوتی ہے۔

ذکر عمامہ کا

طریق عمامہ باندھنے کا یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گول باندھتے تھے گنبد ناچانچہ علیا و شرفا و عرب اسی دستور پر دستار باندھتے ہیں

ذکر کرتے کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قمیص پہنتے تھے یعنی پیر بن ام سلمہ نے کہا ہے کان احب الثياب الى رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم القميص رواہ الدرمی و ابو داود حضرت کہ سب کپڑوں میں کرتہ زیادہ پسند تھا

اپنی اس لہجہ کہ کرتا اعضا کو خوب ڈھانکتا ہے اور بدن پہ ملکا ہوتا ہے
 اور لابس اور سکا تواضع کرتا ہے اور جو شبہ حضرت کو مر خوب محبوب ہو
 وہ خالی نور و برکت سے نہیں ہوتی ہے آسمان بت یزید نے کہا ہے
 آستین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتے کی ہونچے تک تھی رواہ الترمذی
 و ابو داود و قال الترمذی هذا بعد بیث حسن غریب اور بعض روایات
 میں سرانگشت تک ہی آئی ہے جزئی فی کہا اس میں دلیل ہے اس پر کہ
 سنت پیر بن میں یہ ہے کہ رخ سے شجا و زکرے اور غیر قمیص میں جیسے
 جبہ وغیرہ ای سرانگشت سے متجا و زہوا نتے اور ابو ہریرہ نے کہا ہے
 کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ البس قمیصا بذا بمیا منہ
 رواہ الترمذی معنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کرتے پہنتے تو جانب
 راست سے شروع کرتے اور حدیث سالم بن ابیہ میں آیا ہے کہ اسبال
 ازار و قمیص و عمامہ میں ہوتا ہے جو کوئی کسی شے کو انہیں سے بطور
 اترنے کی کینچہ لگا اس طرف اوس کی دن قیامت کے نظر نہ کرے گیاروا
 ابو داود والنسائی وابن ماجہ حدیث دلیل ہی نہیں عن الاسبال پر آج سے
 معلوم ہو کہ خصوصیت اسبال کی کچھ ساتھ ازار و بردار کے نہیں ہے بلکہ
 ہر لباس میں ہوتی ہے ملا علی قاری نے منجملہ بدعات حرمین شریفین کے
 یہ بھی کہا ہے کہ عمامہ کا ابداع و خاتمہ کا لکھنا اب لکھ لیں اسبال ازار میں

ان خصوصاً وعیدت یاد آئی ہی ابو ہریرہؓ فی رفقاً کہا ہے والاسفل من الکعبین
من الارضی البار رواہ البخاری ای صاحبہ فی جہنم

نوکر حرام کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہی حلالہ سرخ پینٹتے تھے حلقہ کتے ہین دو
کپڑوں کو یعنی دو تو او مراد سرخ سے خلو ط سرخ ہین یعنی لال دہاری
جیسے لنگی یہ مراد نہیں ہے کہ وہ سرخ خالص تھا اس لیے کہ سرخ خالص
سرخ نہ ہی اور حضرت تائے نری لال رنگ نئی نغ کیا ہے اور فرمایا ہے
ان هذا لباس الکفار فلا تلبسوها شیخ فی تخریج اس حدیث کی ذکر نہیں
لکن ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ ایک مرد نکلا او سپرد وثوب احمر تھے اس نے
بہ حضرت پر سلام کیا آپ فی او سا جواب سلام کا نہ یاد رواہ الترمذی و
ابو داود حدیث دلیل ہی تحریم لبس احمر یقین رجال کی او سا سپر کہ
ترکاب منی عنہ کا وقت تیسیم کی مستحق جواب و تحریم کا نہیں ہوتا ہے اور
حدیث عمران بن حصینؓ میں رفقاً آیا ہے لا اکرکب لاد جواد الخ رواہ ابوداؤد
مراد ارجوان سی و سا و خر و سرخ رنگ ہی اور حدیث علیؓ میں لبس زیار
سے نئی فرمائی ہے رواہ اہل السنۃ الاربعۃ و دوسری روایت ابو داؤد
اس لفظ سے ہے فی عن مساملا لاد جوان یعنی سرخ ارغوانی سی منع فرمایا ہے
بیا شمع ہے میشرہ بالکسر کی مراد میشرہ ہے و سا و بھغیرہ ہجرار ہے جس کو

سوار اپنے نیچے رکھتا ہے یعنی زین پوش سرخ برآر بن عازب کا لفظ رفا
یہ ہے فی عن الیثر بن الخمری رواہ فی شرح السنۃ لکن ان احادیث پر
نیل الاوطار میں تحکم کیا ہے اور لیس احمر کو جائز بتایا ہے خلافاً للحنفیۃ

نوکر اطہارِ نعمت لباس کا

ابن عباس کہتے ہیں میں نے حضرت ابو دکیاء کہ بہت عمدہ حلہ پہنے ہوئی تھے
اور فرمایا کہ اگر تھکن واسطے اطہارِ نعمت ختم کے ہے تو شاب ہوگا اور اگر
واسطے تکبر و افتخار کے ہے تو معاقب ہوگا انتہی شیخ نے اس حدیث کا
بھی کچھ اتا پتا نہیں بتایا لکن یہ صنف صحیح ہے حدیث عمرو بن شعیب عن
ایسہ عن جابر بن رفا آیا ہے ان الله یحب ان یرى اثر نعمته علی عبدہ
رواہ الترمذی یعنی اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اثر اپنی نعمت کا
اپنے بندے پر ملاحظہ فرمائی ولہذا حدیث ابوالاحوص عن ابیہ بن ایاک
کہ میں پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیا مجھ پر ایک ثوب دے
یعنی کپڑا اہم اوقات کا تھا مجھے فرمایا تیرے پاس مال ہے میں نے کہا ہاں کہا
کون سا مال ہے میں نے کہا بہتر تم کا اللہ نے مجھ کو شتر و گاؤں کو سفند و اچا
و غلام سب دیے ہیں فرمایا فاذا اتاک الله ما لا فایدر اثر نعمۃ الله علیک
و کما متاہ رواہ احمد والنسائی یعنی جبکہ اللہ نے تم کو مال دیا ہے تو اب چاہیے
کہ اثر اس نعمت کو راست کا تجھ پر نظر آنے یعنی تحسین و تنظیف و تجدید ثیاب

میں وقت ارکان کے بغیر بالغہ کی نہایت درخت و ظاہر ہوتے ہیں۔
 لبس علی اللبس میں بے جا و تکرار عجم آتین مسودہ فی رفا کا ماہر کہ مثال
 ہو گا جنت میں وہ شخص جس کی دل میں برابر ایک نور کی کبر ہے ایک نور
 نے کہا ان الرجل علی یکان ق باحسنا و غلا حسنا انما ان الله یجزل
 عیال الجوال الکبر و بطالی و غلا الناس و ماہ مسلم مراد بطریسی ابطال ان عیال
 حق ہے اور غلطی استحقاق خلق اصل بطر شدت فرح و نشاط ہے اور
 مراد بطریسی اس جگہ لغیان ہی وقت ثمت کے ثنائین کا ہے بطالی
 ہواں یجعل ما یجملہ اہل حق حید و عبادہ باطلا و قبل صلوات
 تجبر عبد الحق و ادیراہ سطا و قبل معا ان یتکبر عن الحق فلا یقبلہ انھی
 یا حادیت دلیل ہیں جو از تجل و از ایش مباح پر جس طرح کہ اور حدیثوں
 میں جہازار پر بطور بطر کے وعید آئی ہے

ذکر خبر ازار و غیرہ کا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رفا کہا ہے لا یظلمہ یوم القیامۃ الی مس
 جہازارہ بطرا ای بغیر متفق علیہ یعنی بغیر ثمت نہیں کرتا ہے اس طرح
 اور شخص کے جہاں ہی ازار ٹھٹھنے سے نیچے کر ہی تاکہ و اترا نہ کی راہ ہی
 قید تکبر سے معلوم ہوا کہ بغیر تکبر کے حرام نہیں ہے لکن مکروہ ہے اور اگر
 بسبب کسی مذکر کے ہے جیسے سردی یا بیماری تو مکروہ ہی نہیں ہے

واما علم ابن عمر کہ لفظ رفعا یوں ہے من جرق یا خیلا لم یظن الله الیه
 یوم للقیامۃ متفق علیہ حدیث اول میں تخصیص تھی ازار کی مگر اس
 حدیث میں تیسرے ثواب کی آگئی کثیر اعام سے خواہ ہتھوڑیا جامہ یا کرتہ یا انگڑ
 یا قمیاض یا فضل یا دوسٹہ یا چادر یہ سب اس میں ہیں داخل ہیں حکایت
 ابن عمر نے رفعا کہا ہے ایک آدمی پانی ازار اتر کر گسیٹا تھا وہ دہاویا
 گیا سو وہ زمین میں قیامت تک دہٹا چاٹتا رہا ہے رواہ البخاری متصل ہے
 کہ یہ شخص اس امت کا ہوا اگلی امت کا سوا ہی قارون کے یہی راجح
 ہے اس لیے کہ بخاری نے اس حدیث کو ذکر نبی اسرائیل میں لکھا ہے
 بالجملہ ابدال تحت الکعبین اگر واسطے خیال رکھے تو حرام ہے اور غیر خیال
 کے لیے ہی تو منع ہوتا ہے نہ تحریم واما علم ولیل اسپر حدیث ابن عمر ہے
 کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ من جرق یا خیلا
 لم یظن الله الیه یوم القیامۃ ابو بکر نے کہا اے رسول خدا ازاری بیستوی
 الا ان اتعاهده فرمایا انک لست ممن یفعله خیلا رواہ البخاری یعنی
 لگ جانا ازار وغیرہ کا بلا قصد مضرت نہیں ہے خصوصاً ایسے شخص سے بکا
 شیوہ اتارنا نہ ہو لکن افضل و نری متابعت ہے

ذکر لباس قیمتی کا

شیخ کہتی ہیں خلاصہ میں کہا ہے کہ لباس یلبس الثیاب الجمیلة اذا کانت

لا شک ہے یعنی عمدہ لباس پہننا اگر براہ کبر ہو تو درست ہے جمیع النوازل
 میں کہ اسے خرچ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات بوم وعلیہ
 رداء قیمته الفادھم وریبنا ما مالی الصلوۃ وعلیہ رداء صمہ الاف
 درھم و ابو حنفہ برقی بر داء قیمته اربع مائۃ دینار وکان یقول
 للامینۃ اذ ارجعتم الی او طاکم فقلکم باللباس البیضۃ انتمی یعنی
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر قیمتی ہزار درہم کی پہنی تھی اور
 چند ہزار درہم کی چادر میں ناز پٹہ ہی تھی اور امام ابو حنیفہ ج فی چادر
 دینار کی چادر اوڑھی تھی اور اپنے شاگردوں کو فرماتے تھے کہ جب تم اپنے
 ملک کو جاؤ تو نفیس لباس پہن کر جاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 جامہ معلوم بھی پہنا ہے یعنی چپٹ کی طرح کا اور جامہ سیاہ بھی پہنا ہے
 اور یوتین بھی جس کی اطراف سندس سے ٹکے ہوئے تھے

نوکر لباس وسیع کا

قنیہ میں کہا ہے لف العمامۃ الملبولۃ ولس الثیاب الواسعۃ حسن
 فی حق الفقہاء الدین صمد اعلام الحدی وون النساء اھمی یعنی لمنا
 عمامہ باندھنا اور کشادہ جامہ پہننا حق میں ابن قفہ کے بہتر ہے نہ حق
 میں جو رتوں کے میں کہتا ہوں یہ روایت راہی مجہد ہے جو عمامہ کہ عمامہ
 نبوی سے زیادہ طویل ہو وہ دائل سرف ہے اور علاوہ سرف کے

سخت بد نما ہوتا ہے افغانستان کی لوگ اور ہندوستان کی سڑک
 ایسے عمامہ طویل باندھتے ہیں اور جامہ وسیع سی اگر اس بال مراد ہے
 تو وہ حرام ہے اور ظاہر ہی ہے اور اگر فراز یہ نہیں ہے بلکہ بقدر حاجت
 و رفع حرج و بردہ ہے تو جائز ہے اور ان افغانستان جو وہ درود ہوتی
 سے داخل سرف و سفہ ہے فقہاء کو تو اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا سب سے زیادہ درکار ہونا چاہیے نہ ابتداء لحد کان لکھنی
 رسول اللہ اسوۂ حسنۃ الخ اور جو فقہاء ایسے نہیں ہیں وہ اعلام ضلال
 ہیں نہ اعظام ہوتے

ذکر حلت لباس کا

شیخ رح فرماتے ہیں کہ اصل پہننے میں جانے وغیرہ کی یہ ہے کہ وجہ
 حلال عسے ہو اور جو جامہ کہ وجہ حرام سے ہوتا ہے اس میں نماز فرض
 و نفل قبول نہیں ہوتی ہے اور افضل جامہ میں یہ ہے کہ ثوب وسط پہننے
 نہ غایت جبر اور نہ غایت رومی اور وہ جامہ جو خلق میں متعارف و
 مشہور ہے وہ حضرت عائشہؓ نے دو بار سے زیادہ نہیں پہنا ایک مرتبہ نجاشی
 بادشاہ حبشہ فی بطریق ہدیے کے بھیجا تھا اوسکو ایک بار پیکر حقیقہ طیار کو
 دیدیا دوسری مرتبہ طرف سے سین کے بطور تحفہ دیدیا کہ آیت
 اوسکو ایک بار پیکر حوالہ وحیہ کلینی کیا۔

نوگریریان حبیب کا

حبیب مینی گریبان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائے کا طرفت
 بغل کے سیاہا اور علاقہ ابرو کے بائیں طرف کا بغل جو بائیں راست
 ہستی جس طرح کہ اس زمانہ میں معمول و شعرون و مشہور ہے روضۃ الکائنات
 و زاد الفقہار میں بھی بخاری و نووی سے اسی طرح مروی ہے کہ نوگریریاں
 کا طرفت دست راست کے تہا روضۃ میں کہل ہے زمانہ سابق میں جب
 غازی کافروں سے لڑنے کو جاتی اور فرصت وقت ملا تہ سے غنیم کے نیا
 تو نان و تہ وغیرہ ماکولات کو حبیب و گریبان میں رکھ کر راہ چلتی اور کورس
 کی لکام بائیں ہاتھ میں تہا مک لقمہ لقمہ نان اور لگان لگان خربا دست
 راست سے نکال کر کھاتی زمانہ عمر بن عبدالعزیز و بنی عباس میں سے
 دستور گریبان جامہ کا یہی تھا جسے اس دستور کو بدعت جدیدہ کہا
 براہ نامہیدگی کہل ہے بخاری میں مذکور ہے کہ ارباب علم و فضل اجزا کرتے
 و نسخ حبیب و گریبان میں رکھتے تھے اور راہ میں بغل و حبیب سے نکال کر
 مطالعہ کرتے جاتے اور مجالس میں بادشاہوں اور علماء دین اور صلحاء
 اہل صدق و یقین کے بعد قرع کے اکل طعام سے تینا و تبرکات نان کو
 گریبان و بغل میں رکھ کر لیجاتے تھے تاکہ جو شخص خاص و عام اپنے گھر
 جاوی اہل بیت کو اس تبرک سے فالقن کرے اور زوال و لغت نہ

دوسرے کے حال

کو جب نو گریبان میں رکھتے تھے اور یہ سارا استعمال دست راست کا
 زبوی گریبان پر راست آتا ہے اور اگر روگر بیان جامہ کا دست چپ پر
 ہوتا تو استعمال دست راست کا نہو سکتا اور بڑا حرج واقع ہوتا اور مقرر کرنا
 روی گریبان کا طرف دست چپ کے منہی حنہ ہے اس لیے کہ طریق ہے
 مجہول کا یہ آتش پرست لو کہ غریبان کا جانب دست چپ ہی رکھتے
 ہیں باوجود اسلام و قاضی کو چاہیے کہ اس طریقے سے کہ روگر بیان کا
 طرف دست چپ کی جو منع کری اور زجر فرمائے حکایت زمان عمر بن عبد
 مین ایک شخص کو واسطی گواہی کے واسطے تھے وہ حاضر محکمہ ہوا اس کے
 گریبان کا رخ اور علاقہ بندش کا طرف دست چپ کے تھا قاضی نے
 اس کی گواہی رو کر دی ثنائیہ مکتوب نو دو مکیمین شیخ شرف الدین
 شیرازی نے کہ منہجہ علماء و مشائخ اس وقت کے ایک عمدہ شخص تھے
 لکھا ہے کہ جب کا سینا جامی میں سنت ہے اور جانب چپ میں اس لیے
 ہے کہ تاکہ دست راست کو آسانی نیچے کر سکے قرآن مجید میں سجدت موسیٰ
 علیہ السلام فرمایا ہے ادخل يدك في جيبك تخرج بيضاء من غير سوء اور جو
 جامہ کہ اہل اسلام پہنتے ہیں وہ اسی جیب چپ کی ہمارے وقت کے قاضی
 کیونکہ اس میں فوائد ہیں وقت حاجت کے شانہ و دیگر اشیاء اس میں
 رکھ لیتے ہیں اور دست راست سے لے لیں اور عرب میں کہ استعمال

قصبہ کبک کا ہے وہ بھی اسی دست راست پر ہے۔

ذکر لبس جامہ

پہننے میں جامہ و پیراہن جب تکے سنت یہ ہے کہ پہلے دست راست آستین راست میں ڈالی پھر دوسرا ہاتھ آستین چپ میں لیجاے پھر دوا و چادر و گلیم کو دست راست سے و پیش چپ پر ڈالی چنانچہ ایسا ہی معمول ہے اور سیت کا لفافہ بھی اسی دست سے کرنا چاہیے کیونکہ مردہ کا لفافہ حکم چادر و ردا کا رکھتا ہے اور یہ دست ورا اکثر کتب فقہ میں مسطور ہے اور جو لوگ کہ جامے کے پہننے کو ردا و چادر کے پہننے سے قیاس کرتے ہیں ایک امر خلاف شرع و بدعت کو رواج دیتے ہیں سو اس طریقہ سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ مثاب ہوں اور مغائب ہوں۔

ذکر وسعت آستین کا

پیراہن جبہ و خرقة میں آستین کا فراخ کرنا سنت صحابہ و مشائخ متقدمین ہے یہ اس لیے کہ وقت و ضو کرنے یا کوئی اور کام کرنے کے آسانی سے اوس کو لپیٹ سکین اور اگر چاہیں شو سجاوہ یا اور کچھ اندر آستین کے رکھ لیں۔

زیاران مجازی کی نماز حاشا ان کے وضو بیا روشوارشائیں تنگ آستینا

ذکر مغزی و گوٹ کا

مہتری و گوٹ کا سر آستین و پائی دامن جامہ پسینا سنت ہے صحابہ
و تابعین پیر اپن وجہ کو فراخ و کشادہ نہکتے تھے اس لیے کہ جو دوسرا
او کار یا صنت و مشقت و صیام و قیام میں نہایت لاغر و تنگ و ضعیف
ہو گیا تھا ۔

نہم از ضعف جان شد کہ اجل حبت و نیا : : : : :
نالہ ہر چند نشان داد کہ در پیر است
لیکن یہ طرز توسیع اس لیے تھا کہ ہیبت و شہامت معلوم ہوا اور چشم
اعدا میں حقیر نظر نہ آئیں ان حضرات نے جو کچھ کیا ہے وہ براہِ نفس
نہیں کیا ہے بلکہ واسطی ترویج و استقامت دین کی کیا ہی جزا ہم الخیر

نو کر و تب کا

قبلا اس جاتے کو کہتے ہیں جو گریبان دار ہوا و یہ قباعر و عجب میں
معارف ہے اور عجم میں بہت پہنی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے بھی اسکو پہنا ہے اور روگریبان کا اور علاوہ بندش کا دست
راست پہنتا اور جیہ رو میہ چکی آستین تنگ ہتی وہ بھی پہنا ہے اور توت
وضو کے بارہ آستین سے باہر نکال لیے تھے یعنی وجہ آنا تنگ
آستین تھا کہ نبی بارہ نکالی وضو نہو سکتا تھا تحقیق یہ ہے کہ یہ جیہ سفر میں
پہنتا اسی پر اتفاق ہے بعض نے کہا اس میں دلیل ہے اسپر کہ جیہ
تنگ آستین سفر میں چاہیے نہ سفر میں جججاہ کی آستینیں فراخ نہیں تنگ

نرا خی اون کی ایک بالشت ہوتی تھی بغیر ہر شعبہ فقہ تھا ہے کہ النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبس بچہ رومیۃ ضیقۃ الکبیر متفق علیہ
کبھی جبہ و قبا کہ واریتے نہیں چنانچہ جامہ تکہ واکر اس زمانے
میں معروف و مشہور بہ قادری ہے۔

تذکرہ موضع حبیب کا

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حبیب حضرت کے فیض مبارک کی سینہ
برکات گنجینہ پرستی چنانچہ بہت سی حدیثیں اسی پر ولالت کرتی ہیں اور
علامہ حدیث نے تحقیق اس کی کی ہے اور عرف نامہ و یار عرب و خلفاء
سلف کا ابتدای میں سے تا اقتباہی مغربا ہی پر ہے اور بعض لوگ
جن کو علم سنت کا نہیں ہے یہ گمان کرتے ہیں کہ ہونا حبیب فیض کا سینہ
برکت ہے کیونکہ بعض و یار عجم میں سینہ چرب کا ہونا عادت عورتوں کے
سے لہذا بعض فقہاء فی حکم کراہت کا دیا ہے بحیث تشبہ بہ ناکر کن اس میں
شک نہیں ہے کہ یہ عادت حادثہ ہے اور تحقیق یہ ہے کہ حبیب میر میں جو
کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سینہ مبارک پرستی فقہاء نے جو شق حبیب کا کفین
پر مقرر کیا ہے یہ یکس حبیب حضرت ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس
مقدار سے زیادہ تفصیل میں ترجمہ فارسی و شرح عربی مشکوٰۃ میں لکھی ہے
اور اگر احیاناً شق حبیب علی الکفین حضرت نے اپنی ہر اور سندوں کی

فقہما کہ بھونچے ہو تو ہو لیکن سند قوی اس کی مطابق علماء حدیث کہنی
 چکے نہیں ہے۔ **عقب** شیخ احمد سرمدی مجدد والٹ ثانی رح نے مکتوب مسیحین
 و سیر و ہمین کہا ہے اہل عرب پیراہن پیش چاک نہیںتے ہیں اور اس کو
 سنت جانتے ہیں بعض کتب معتبرہ خفیہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ پیراہن پیش
 چاک مروون کو پہنا سنا ہے کہ لباس عورتوں کا ہے کہ حضرت صالح علیہ
 السلام نے فرمایا **لَا يَلْبَسُ الْمَرْأَةُ ثِيَابَ الرِّجَالِ** لَيْسَ لِبَاسُ الْمَرْأَةِ
وَالرِّجَالُ لَيْسَ لِبَاسُ الرِّجَالِ یعنی ملعون ہے وہ مرد جو لباس زن پہنے اور وہ
 زن جو لباس مرد پہنے رواہ احمد و ابی داؤد و النسائی عن ابی ہریرۃ
 اور مطالب المؤمنین میں کہ اسے **لَا يَتَشَبَّهُ الْمَرْأَةُ بِالرِّجَالِ وَلَا يَتَشَبَّهُ الرِّجَالُ**
بِالنِّسَاءِ فان کلا الفريقین ملعونین یعنی عورت مرد کا جامہ اور مرد
 عورت کا جامہ نہ پہنے کہ یہ دونوں فرق ملعون ہیں بلکہ مفہوم ہوتا ہے کہ
 پیراہن پیش چاک نہ لباس اہل دین و اہل علم کا نہیں ہے لہذا اس لباس
 کو واسطی اہل ذمہ کے تجویز کیا ہے جامع الزمزمین محیط سے منقول ہے کہ
لَا يَلْبَسُ اَيُّ لَذِي مَا يَخْتَصُّ بِاهْلِ الدِّينِ وَالْعُلَمَاءِ كَالِدَاءِ الْعِمَامَةِ بِلِ
قَمِيصٍ اخْشَنَ مِنَ الْكِرْبَاسِ جیبہ علی صدرہ كالنساء نیز بقول بعض
 علماء پیش چاک قمیص نہیں ہے بلکہ درج ہے قمیص نزو کیا ان کے وہ ہے
 چکا چاک شکبیں پر جو جامع الزمزمین بذیل بیان کفن زن اور ہایہ

مین بدل نہیں کے دے کہا ہے اور دونوں میں فرق کیا ہے کہ دے
 کا شق یعنی چاک طرف سینے کے ہوتا ہے اور قین کا طرقت منکب کے اوپر
 بعض لوگ قائل تراوٹ میں فقیر کے نزدیک صواب یہ ہے کہ چونکہ مرد
 تشبہ زن سی لباس میں متوجہ ہیں تو اس ہنرمند و کمین کہ جان کہیں جو
 پیراہن پیش چاک ہنپتی ہیں وہاں مرد ترک تشبہ بزنان کر کے پیراہن
 حلقہ گریبان ہنپن اور جس جگہ کہ عورتیں پیراہن حلقہ گریبان
 ہنپتے ہیں وہاں مرد پیراہن پیش چاک ہنپن اور اگر اللہ و ہندوستان
 میں عورتیں پیراہن پیش چاک ہنپتی ہیں ناچار بیان مردوں کو پیراہن
 حلقہ اختیار کرنا چاہیے استے

ذکر خرقہ و فرجی و بنجوبہ کا

خرقہ و فرجی و لباء و علماء و شاخ نے پہنا ہے اگرچہ کوئی سند قوی
 اس باب میں نہیں ہے اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
 یہ لباس نہ تھا لیکن اگر کوئی چہنہ تو مباح و لا باس بہ ہے لوگ کہتے ہیں کہ
 واضح فرجی کا فرعون ہے مگر کتب مستبر میں دیکھا نہیں گیا اور ثابست
 نہیں ہوا پس یہ چاہیے کہ نماز کی وقت اس کی استین ہاتھ میں کرے
 ۱ اور لٹکانے نہیں کہ مکروہ ہے

ذکر موضع بازار کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازار بالائے ناف سے فوق کعبین تک
 تھنی اسی وقت درست بھی ہے اور ناف سے زانو تک ستر کرنا فرض ہے
 اور بعض نے ناف کو غورت میں داخل نہیں کیا ہے اس لیے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناف جسمین حلیہ السلام کو بوسہ دیا تھا
 قیاس پر سراوٹی یعنی پاجامہ جو حجم میں متعارف ہے اور اوس کو شلواری
 کہتے ہیں مقدار ازار حضرت پر ہونا چاہیے اور اگر زیر شتالنگ ہوگا تو
 بدعت و گناہ ہے حدیث ابو ہریرہ دربارہ نہی جہ ازار اور حدیث ابن عمر
 دربارہ نہی جہ ثوب رفعاً پہلے گزر چکی ہے اور یہ دونوں حدیثیں متفق علیہ
 ہیں اسی جگہ سے فقہاء نے ازار کو ٹخنے سے نیچے حرام و بدعت محض کہا ہے
 اور حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے ما اسفل من الکعبین من الا زار فی النہ
 رواہ البخاری یعنی جو ازار ٹخنے سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے متھے سے ہوئے
 کہ جتنے ٹکڑے قدم پر ازار لگتی ہے وہ ٹکڑا آگ میں جا بیگا یا یہ معنی ہیں کہ
 یہ فعل مذموم ہے و زخی ایسا کام کیا کرتے ہیں اکثر وعید شدید بابت ازار
 آئی ہے بیان تک کہ ایک شخص نیچے پانچے والا نماز پڑھتا تھا اوس کو حکم دیا
 کہ وضو و نماز کا اعادہ کری اور ایک روایت میں آیا ہے کہ شب نصف
 شبان میں سب بچے جاتے ہیں مگر عاق و بد من خسر و مبل ازار راجح یہ
 ہے کہ حکم و رازی کا سب کچھ نون میں جاری ہے جو قدر حاجت اور صورت

سنت سے زیادہ ہے تخصیص زاری کی اس لیے ہے کہ عہد حضرت مبین
 غالباً لباس اکثر لوگوں کا یہی ازار تھا اولویت ازار کی نصف سابق تک
 ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازار ایسی ہی تھی اور مخنون کے اوپر
 تک رخصت سے اور یہی حکم ہے ماہن قبا و پیرہن کا اور سنت آستین
 میں یہ ہے کہ بند دست تک و اور عادت سے زیادہ شل چوڑا داخل لباس
 ہے نہایت شل کی نصف پشت تک ہے اور وازی لباس کی واسطے
 عورتوں کے بھی ممنوع ہے لکن بالشت و بالشت بستر کے جس طرح کہ
 حدیث ام سلمہ میں آیا ہے

ذکر طول آستین و بند جامہ کا

شیخ رج فرماتی ہیں کہ آستین پیراہن و جامہ و قبا و جبہ نبوی کی کہی
 بند دست تک ہوتی اور کہی سرگشت تک و وافق آیام حرارت و پروت
 کے اور کہی بی ان و دشت کے بھی ہوتی اور جامہ و قبا حضرت کی بی بند
 کے تھے یعنی زیادہ بند نہ تھے اور علماء متاخرین فی اسکوا لباس بہ کہا ہے

ذکر لباس رشتی کا

ذکر رشتی کپڑا پہننا حرام ہے حدیث عمر و ابن و ابن و ابوامامہ میں
 رفا آیا ہے من لمس الحر في الدماليلسه في الاخرة معق عليه سیکنا
 ہے عدم دخول جنت سے مگر جسے توبہ کر لی ہے سیو ملی ہی کہا اکثر کی نزدیکی

میں نہیں ہیں کہ وہ ہر لفظ متابعین فاضلین کے رشتہ میں نجاتیگا و کس لفظ
 ابن عمر کا یہ ہے انما یلبس الحریر فی الدنیا من لاحتلاق له فی الآخرة
 متفق علیہ اور حدیث خدیجہ میں لبس حریر و دیباچ اور جلوس سی حریر پر
 منع کیا ہے متفق علیہ اس میں کو امام اعظم نے دربارہ جلوس میں تنزیہ
 سمجھا ہے اور صاحبین نے تحریم کہا ہے ثانی اولیٰ ہے بان حدیث متفق علیہ
 عمر بن بقدر و طعی و سباہ کی لبس حریر کا جائز فرمایا ہے اور صحیح مسلم میں
 آیا ہے کہ عمر نے جابیہ میں خطبہ پڑھا اور کہا کہ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم عن لبس الحریر الا موضع اصبعین او ثلث او اربع پہلی حدیث سی
 اباحت و انگشت کی اور اس حدیث سے جواز چار انگشت کا ثابت ہوا
 حمید راجل علم ہی طرف کے ہیں علیٰ غنی اندر عتہ کہتے ہیں حضرت صلح نے
 واسنہ ہاتھ میں حریر اور بائیں ہاتھ میں سونہ لیکر فرمایا کہ ان ہذین حرام
 علی ذکی راضی یعنی رشیم و زحر حرام ہیں میری موت کی مردوں پر رواہ
 احمد و ابی داؤد و النسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ہی حدیث حسن
 ابن ماجہ میں آنا اور زیادہ کہا ہے حل لانا نضمد ابو موسیٰ کا لفظ یہ ہے
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا احل الذہب و الحریر لانا ن
 من امتی و حرم علی ذکی دھاد و اہ الترمذی و النسائی و قال الترمذی
 ہذا حدیث حسن صحیح لفظ و کورین اطفال ہی و خل میں یہ تحریم اولیا

صبیان پر ہے کیونکہ وہ خود کلفت بنیں ہین اور مرد و عورت سمب پر حرام ہے زچہ ہے
 ورنہ اکل و شرب آؤ بنڈر و سیمین مرد و عورت سمب پر حرام ہے وقت
 شیخ نے کہا ہی لباس حریر و زردون اور لڑکوں بچوں کو حرام ہے مگر عورتوں
 اور نابالغ لڑکیوں کو درست ہے اور اگر واسطے دفع خارش و جرب اور
 دفع قمل یعنی جوؤں کے پہنے تو روا ہے اسی طرح اگر سبچون میں ابریشم ملے
 کہا ہے تو جائز ہے اٹس کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر و
 عبدالرحمن بن عوف کو اجازت دینی تھی کہ حریر بنیں اون کو خارش تھی
 معصی عجلہ مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ اون دونوں نے شکوہ جوؤں
 کا کیا حضرت ۲ نے قصص حریر کی رخصت بخشی اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ
 لبس حریر حرام ہے مگر واسطے کسی حاجت یا مصلحت کے یہی مذہب ہے شافعی
 کا اور نزدیک مالک کے اصلاً جائز نہیں ہے ہدایہ میں کہا ہے کہ پہنا کر
 و دیا کا حرب میں نزدیک صاحبین کے درست ہے سختی سلاح کو دور کرتا
 ہے اور شیم دشمن میں مہیب تر ہوتا ہے اور نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
 کے مکروہ ہے بوجہ اطلاق نہی اور ضرورت بہ نفع ہے لبس مخلوطے اور
 صاحبین کہتے ہیں کہ حریر خالص وافع تر ہے

۱ ذکر استرو شرح حریر کا

ابوریحانہ کہتے ہیں فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یجعل الرجل

فی اسفل ثیابہ حریرا مثل الالحاجمرا و یجعل علی منکبہ حریرا الخديث
رواہ ابو داؤد والنسائی یعنی شیخ فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس سے کہ لگائے مرونیچے کپڑے کہ پشت پر یعنی استر ریشم کا مانند اہل
عجم کے یا لگائے مونڈ ہون پر کپڑا ریشمی مانند عجیون کے معلوم ہوا کہ اگر
واستر و ونون جامہ ریشمی کے حرام ہیں اور مونڈ ہون پر ریشمی کپڑے سے
مرا و علم حریر ہے یعنی بطور خجاف کے حریر یا ٹکٹا یا کام ریشمی کرنا یا کوئی چادر
ریشمی وغیرہ کا روشن پر کرنا یا ترنج بنانا کہ یہ سب تصرفات ممنوع ہیں

ذکر لبس حریر غیر خالص کا

تحریر حریر خالص کی رجال پر مجمع علیہ ہے زبا وہ حریر جو مشوب بالتغیر ہو
سوا اہل علم کا اس میں اختلاف ہے مآئین کی دلیل حدیث جملہ
سیرا ہے یہ حدیث صحیحین میں علی مرتضیٰ سے آئی ہے لکن تفسیر میں
اس حد کی اختلاف ہے کسی نے کہا وہ دہاری دار تھا اور کسی نے کہا
مختلف رنگ کا تھا یہ دونوں تفاسیر مال علی المطلب بنین ہیں اور
بعض نے کہا ہے کہ وہ حریر خالص تھا اور حسنی مشوب کو حرام نہیں کہا
ہے اس کی دلیل حدیث ابن عباس سے ہے نزو کیا احمد و ابو داؤد کے
اس لفظ سے کہ انا فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن النقیب المصمت
من قننا اس کی سند میں ضعیف بن عبد الرحمن راوی ضعیف ہے یہ حدیث

نزدیک ابو داؤد کی اس لفظ سے ہے فہی عن الثوب المصمت من الحر
 فاما العالم و سدی الثوب فلا یاس بہ یعنی نری رشیم ہی منع کیا ہے اور
 جس کی دباری رشیم کی ہے اور تانا رشیم کا ہے اور کا بشائقة نہیں جن
 کپڑے میں تانا بنا رشیم کا ہو اور کا پہننا حرام ہے اور نزدیک صاحبین
 کے لڑائی میں جائز ہے اور جیکا تانا رشیم کا اور باناسوت کا ہے وہ شروع
 ہے نزدیک جہور کے لکن اسکا حکم کرود ہے مگر لڑائی میں غرض کہ
 لڑائی میں نزدیک صاحبین کے حریض خالص جائز ہے اور نزدیک امام
 ابو حنیفہ کے جس کا بانا حریر کا ہو اور تانا سوت کا وود درست ہے اور
 جس میں تانا حریر کا ہو اور بانا اور چیز کا وہ مطلقاً مباح ہے لکن امام ربانی
 قاضی محمد بن علی شوکانی اور ابن دقیق البعید شروع عرفی کو ہی ناشر
 کہتے ہیں بدلیل ہا یہ اس لیے کہ راجح یہی ہے کہ وہ رشیم خالص نہ تھا بلکہ
 مشوب تھا سو ہی شرح موطا میں کہا ہے کہ لہ سیرا وود ہے جہین خلوط
 ہوں یہ چادرین میں حریر کی یا غالباً و میں حریر ہوتا ہے اور حدیث علی
 بن لبس قس سے نہی آئی ہے رواہ اہل السنن الاربع شرح علی کتابہ
 نسی ایک مسم ہے کپڑے کی اور میں رشیم کی دباری ہوتی ہے اور طبری
 نے کہا یہ کپڑا لکان کا ہوتا ہے رشیم سی ملا ہوا ابن بابک نے کہا یہ
 جب ہے کہ سارا ریشی ہو یا بانا رشیم کا ورنہ نخی تنزیہ کی جوگی لکن اولیٰ

ہے کہ مراد قسیمی سے مخلوط ہے و اسد اعلم اور جواز حریر خالص کا متن درج ہے
 میں واسطے تداوی کے لکھا ہے نہ واسطی حریب کی بابت لکھا ہے تقویٰ ترک مشوب
 ہے اور فتویٰ جواز لبس مشوب ہے و اسد اعلم

ذکر لباس معصوم و غیر معصوم کا

شیخ حنفی فرمایا ہے کثیر اکسم اور زعفران کے رنگ کا مرد و ن کو حرام
 ہے اور کسم میں علما کا اختلاف ہے بعض نے مطلق حرام کہا ہے اور بعض
 نے کہا کہ اگر بعد بیبی کے رنگا ہے تو حرام ہے اور اگر بعد رنگ کے بنایا
 تو مباح ہے اور بعض نے کہا کہ اگر راجحہ او سکا زائل ہو گیا ہے تو مباح ہے
 والا حرام اور بعض نے کہا کہ پینا او سکا محال ہے و محافل میں مکروہ ہے
 اور گھر میں پینا درست ہے مختار مذہب حنفی میں کراہت تحریمی ہے اور
 نماز پینا اوس میں مکروہ ہے اور حلال رنگ سوا کسی کسم کے ہے
 اوس میں ہی اختلاف ہے شیخ قاسم حنفی نے کہ اعظم علماء متاخرین مصر
 سے ہیں یہ تحقیق کیا اور فتویٰ دیا ہے کہ حرام ہے بسبب رنگ کے پس ہر
 لال رنگ حرام و مکروہ ہے اتنے شوکانی رحم نے مصبوغ بالعصفر کو منہ
 عنہ لکھا ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر
 و حجامہ معصوم دیکھے فرمایا ان هذه من ثياب الکفار فلا تلبسوها رواہ
 مسلم وغیرہ اور حدیث علی بن ابی رافع انہی آئی ہے لباس معصوم ہے

رواہ مسلم وغیرہ ایضاً ابن عمرؓ کا لفظ یہ ہے اُنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم مصبوغ بعضہ ہو رہا فقال ما هذا حضرت ما کہتے الی قولہ الفحشاء
 قال افلا کسو بہ بعض اصحاب قائمہ لایاس بہ للنساء رواہ ابو داؤد
 مجہد ایک کثیر تھا کسب کا رنگا ہوا گلہابی اس سے معلوم ہوا کہ کسب کے
 رنگ کا کثیر اپنا مرد کو حرام ہے عصفہ کہتے ہیں رنگ سبغ کو ہیئت
 مخصوص پر تو جو حدیث دربارہ لیس مطلق احمر آئی ہے جیسے حدیث براء
 کہ رایتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حلة حمراء لہ از شیئا قطا احسن منہ
 سما فی الصبیحین معارض اس کی منوگی اور اس باب میں اور حدیثیں ہیں
 آئی ہیں جیسے وریان اون کے اس طرح پر ہے کہ منوع وہ احمر ہے جو
 مصبوغ عصفہ ہو اور مباح وہ احمر ہے جو مصبوغ بعضہ ہو یا بجا جا رہے
 کی رنگا مردوں کو حرام ہے نہ عورتوں کو

نو کر گلیم کا

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گلیم اوڑھ ہی ہے
 وعلیہ موطر مرحل من شعر یعنی چادر اون یا موطرے یا کان یا شر
 قاموس میں کہا ہے موطر مرحل چادر صوت یا خرنسہ نہایت میں کہا ہے
 کہ موطر کہی شیم کی ہوتی ہے اور کہی خرنسہ کی شرح ولبطاس مقدار
 کا شرح مشکوٰۃ میں کہا ہے انتے میں کہتا ہوں کہ جو تفصیل اہل فقت نے

و بر بارہ الوان مختلفہ بہت جواز و عدم جواز بحق رجال لکھی ہے اکثر وہ
بے دلیل سے حدیث سے فقط حرمت عصفر کی ثابت ہوتی ہے باقی
ساری الوان خواہ پختہ ہوں یا خام چارہ استعمال میں بلکہ نزدیک
محققین کے فقط حرمت عصفر کی ہے نہ مرعفر وغیرہ کی یہ دوسری بات
ہے کہ رنگ سفید افضل الوان و مرغین فیہ و محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور
واضحیٰ حیات و موات کے یہی بنیاض مقدم تھا

نوکر چادر کا

حدیث انس میں آیا ہے کہ احب ثیاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
چیرہ تھا جبکہ بچتے تھے متفق علیہ خبر کہتے ہیں چادر ساخت میں کو جب
لال و لہریاں ہوتی ہیں اور کہی سبز اور وہ موت سے بنی جاتی ہے
نظیر اونس کی چارے اس ملک ہند میں لنگلی ہے و لہری دار بعض نے
کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنگ سبز پسند تھا اس لیے کہ لباس اہل
جنت کا سبز ہوگا لہذا خبر کو دوست رکھتے تھے طبرانی و ابن السنی و ابو
یوسف نے روایت کیا ہے کہ کان عجب لالوان الیہ الخضرۃ حدیث ابنی مرثیہ
تیسری میں آیا ہے کہ ائیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثق بان احضران الحدیث
رواہ الترمذی مراد حضرت سے یا تو زری سبزی ہے یا خطوط سبزی
حسن سبزی بخط سبز مرا کرد اسیر دام سبزی زمین بود و گرفتار شد

ایک بار زمانہ عجایب میں واسطی امتیاز شرف و سادات کی انجمن سے یہ
 شیریں تھی کہ جو سپد ہو وہ ہمیشہ سبز عمارت باندھا کرے تاکہ بجز فرویت کی
 اطلاع اوس کے شبِ ظہلی پر ہو جا کرے اور سپر عمارت آمد راکھن بعض غلام
 نے اس بارے میں یوں کہا ۵

جعلوا لابناء الرسول علامة ۵ ان العلامة شان من الشهد
 نور النبوة فبجاءه وجها هو یغنی الشہون عن الطراز الاخص

نوکر کا نوکارتہ و ازرا غلطی کا

ابو بروہ نے کہا ہے کہ عائشہؓ نے ایک چادر پیونڈ کی ہوئی اور ایک موٹا
 تھکا باہر نکالا اور کہا کہ حضرت مسلمؓ کی روح اسی میں قبض کی گئی تھی ^{علیہ} منقذ
 حدیث دلیل ہے حضرت کے زیور پائندہ سنو نیت پیوند جامہ و لباس شش پر خصوصاً
 آخر عمر میں واسطی

نوکر چھوٹی اور فرش کا

حادثہ نے کہا حضرت علیؓ و آلِ وسلم کا کبتر سپر سوتے ستچے چپڑے
 کا تھا اوس کے اندر چچال کھجور کی یعنی سچا ہے روئی کے بہری تھی متفق
 علیہ شائل ترمذی میں آیا ہے حصہ سے کہ حضرت کا بچہ ٹاٹا کا تھا
 ظاہر یہ کہ کسی ویسا نہ تھا اور کسی ایسا سوئی کا بچہ نہ تھا چپڑے کا تھا
 اور شیشے کا ٹاٹا کا اور گھر مسجد میں زیادہ استعمال ہو رہے کا رہتا تھا اور بچہ

بیٹھنا اور وضو سنت ہے ایک بار حضرت بورے پر سوئے تھے بدن مبارک
پر نقش بوریا ہو گیا مجاہد مصنفہ حدیث شریف میں بطور آ یا ہے اور رسالہ
راہ سنت میں والد مرحوم فی اوسکو نظم کیا ہے یہ
یہ بوریا نہ سنی پا کہ از فقیران ست قدم نہ بیتان کہ جای شیران

ذکر تکیے کا

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت کا وسا و جنبہ تکیہ کرتے تھے
چہرے کا تہا ہوا و اسکا پوست تھا خرمے کا رواہ مسلم یعنی تکیہ لگا کر بیٹھتے
یا سوئی وقت سر کے نیچے رکھتے اس سے استیجاب استمال بستر و تکیہ کا واسطے
سونے اور آرام کے معلوم ہوا لکن تنعم میں زیادہ انہماک و اسراف نہ ہوتا
حدیث ابن عباس کلی ما شئت والیس ما شئت ما اخطأتک اشتاک سر
و محیلة رواہ البخاری یعنی ہر طعام و لباس مباح کے کمانے پہننے کا اختیار
ہے جب تک کہ اسراف و تکبر نہ ہو اور حدیث عمر بن شعیب عن ابیہ عن جبرہ
میں فرمایا ہے کہ العبا مالہ یخاطہ اسراف ولا یحیلة رواہ احمد والبیہقی
و ابن ماجہ الحاکم حضرت جلی السدیہ و آلہ وسلم کو تکیہ پسند تھا اور
آپ تکیہ لگاتے تھے اور تکیہ و خوشبو کی رو کرنے سے منع فرماتے تھے بالجملہ
طریقہ حضرت صلح کا یہ تھا کہ دنیا میں نہ رہتے اور متاع و لذات دنیا
اعراض فرماتی اور لباس موٹا اور پٹا پٹا پہنتے اور خضیا کی پڑا سیسہ ہوتا

ہی تکلف سنتے اور کہی بیان جواز کے لیے نفیس قیمتی کپڑا ہی پہن لیتے
 لکن فی الفور کیا بخش دیتے اسی جگہ سے اہل علم نے کہا سچے کریم
 رکنا کہ کیر نفیس ہی ہوا اور تکلف کرنا لباس میں خلاف سنت ہے
 اگرچہ اصل استیاضین اباحت ہے اور اگر کوئی شخص موٹا ہوتیر کپڑا
 واسطے انہما زعم یا طمع و سوال کے یا بطور ریا و مکتہ نہنتا ہے تو بہ
 خلاف سنت ہے بلکہ اہل خیر و دیانت نے بعد بدستری حال و عفت و انما
 غنا کے اچھے نفیس عمدہ کپڑے پہنے ہیں تاکہ شہر اہل دنیا میں مقترنون

ذکر قناع کا

حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ ہم اپنے گھرمین و بیہر کی گرمی میں بیٹھے تھے
 کہ کسی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا ہمارے رسول اللہ مقلد مسقعا
 رواہ البخاری یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر سے سہرا پٹا لٹائی
 ہوئے آتے ہیں یہ ڈھانکنا سر کا گرمی سے ہٹایا اس لیے کہ کوئی آنکھ
 نہ پہچانی اس سی جواز قناع کا واسطی حرارت و برودت و بخول کے ثابت ہوا

ذکر تعذر و فراش کا

حابر سے فرمایا تھا کہ ایک بستر واسطے مرو کے دوسرا بستر واسطی حوریت
 اور تیسرا بستر واسطی مہمان کے ہے اور چوتھا بستر واسطی شیطان کے
 رواہ مسلم عورت کے لیے بستر جدا گانہ اس لیے فرمایا کہ شاید کسی وقت

مرد سبب مرض یا کسی اور عذر کی تنہا سوئی ورنہ بیویوں کیساتھ سوناٹو
 ابو اوشق بسنت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمراہ اپنے ازواج کے
 سوتے تھے و قائل تعالیٰ ہن لباس لکر وانما لباس لهن یہ آیت ہی بشارت
 یا انجوائی خطاب اسی طرف مشیر ہی

ذکر شست کا حریر و ویساج پر

اس کی نہی حدیث خذیفہ میں آئی ہے متفق علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
 علیہ کے نزدیک بچا احریک کا اور سوناٹا و سپرا و ربنا تالمیہ و پردہ کا حریر
 لا لباس بہ ہے اور ابو یوسف و محمد نے مکروہ کہا ہے یعنی حرام اور یہی حق
 ہے اس لیے کہ لفظ حدیث لھنا عن لبس الخمرید والد یلیع وان مجلس
 علیہ صیح ہے بحریم میں متن در ربیہ میں بھی لکھی ہے افتراش حریر
 ابن القیم نے کہا ہے کہ اگر یض نہ آتی تب بھی عن اللبس متناول افتراش
 کو ہوتی جس طرح کہ قنائل التحاف کو ہے کیونکہ لغت و شرعاً یہ لبس ہے جس
 طرح انس نے کہا تھا قتت الی حصیر لفاقدا سود من طول مال لبس
 سبط اس مسئلہ کا شرح در ربیہ میں ہے رہا یہ امر کہ حرمت افتراش کے
 مردوں پر ہے یا عورتوں پر یہی سو اس میں اہل علم کا اختلاف ہے
 خراسان کے شوافع فی دونوں پر حرام کہا ہے اور عراق کے شافعی نے
 عورتوں پر جائز بتایا ہے اول مذہب رافضی ہے اور ثانی مختار نووی

ابن عباس و انس و قرظہ کو جابر کہتے ہیں نہ ریشہ خفیہ ہی سے ہے
اس دلیل سے کہ قرظہ اش الہانت ہے کہ نہ کوئی ایسی علت نہیں ہے
کہ لائق استدلال کے مسائل شریعہ پر ہو سکے نہ فرض عدم معارض حاکم
دلیل صحیح معارض اس کی موجود ہے و اللہ اعلم

ذکر مجتہد طلیان کسر و اشہ کا

حدیث اسماہ بنت ابی بکر میں آیا ہے کہ اسماہ نے ایک حبشہ طلیان کسرانی
کا نکالا اس میں ٹکڑا ریشہ نکلا ہوا تھا کہ بیان پر یعنی بلور شجاف کے اوپر
اس کی دونوں کٹا دگیان بھی ریشہ کی پٹے سے ٹکی ہوئی تھیں حدیث
رواہ مسلم طلیان کہتے ہیں چادر صوف سیاہ کو اوزیہ چید شاید مدورتا
اور کسرانی نسبت ہی طرف بادشاہ فارس کے ایک کٹا دگی آگے تھی
اور ایک پیچے جس طرح بعض جہون میں آگے پیچے دامن کیے ہوتے ہیں ہجر
حال اون دونوں چاکوں پر حریر کی شجاف ٹکی ہوئی تھی یہ شجاف حاکم
انگشت سے زیادہ نہ تھی کہ معارض حدیث عمران شیری اور وہ چودہ
عمران میں آیا ہے کہ لا البس القصص المكف بالحمید و الا ابو داؤد
معمول ہے زیادہ پر چار انگشت سی یا حل اون کا ورع و تقوے پر کرنا چاہیے

ذکر ازار زمان

حدیث ام سلمہ میں آیا ہے کہ جب حضرت نے ذکر ازار کا کیا تو اسماہ نے کہا

کہ از رختون کی کہسی ہو فرمایا ایک بالشت لٹکی کہا پاؤں کھلے رہیں گے
 فرمایا ایک ہتھکڑی لٹکائے اس سے زیادہ مگر یہ رواہ مالک و ابی داؤد والنسائی
 وابن ماجہ و سنن ابی یوسف و ترمذی و نسائی کے ابن عمر
 یوں آیا ہے کہ فرمایا فیضین ذرا کھلا یزدن علیہ مراد دراز کرنا ہے اڑا
 گا ایک بالشت یا ایک گر شرعی تک تاکہ قدم ڈکے رہیں حدیث دلیل ہے
 اسپر کہ عورت کو ہر قسم چاہیے ایسی ازار نہ پہنے جس سے پاؤں کھلے
 رہیں اس زمانی میں جو یا جامہ تنگ چوڑی دار عورتوں میں مستعمل ہے
 وہ خلاف اس حدیث کے ہی اور کلی دار یا جامہ اگرچہ ساتراپ نام ہوتا ہے
 لیکن اس میں سرف و غیلہ موجود ہے جو ازار معمول عہد نبوت تھی وہ
 ان ہر دو امر سے خالی تھی اس طرح کی ازار کار و ارج حدیدہ و اطراف
 یمن میں اب تک موجود ہے وہ ایک تہذیبیت خاص کا ہے جس سے
 اقدام نہوان ستور رہے ہیں

ذکر ازار مردان

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میرا گزہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا سپری ازار
 میں استرخا رشتا فرمایا اے عبداللہ اپنی ازار اوچی کر مینے اوچی کی فرمایا اور
 زیادہ کر مینے اور زیادہ کی جب سے میں ہمیشہ قصدا اس کے اوٹھلے سے
 رکھنے کا کرتا ہوں بعض قوم نے کہا کہاں تک اوٹھاتے ہو کہا نصف باطن

رواہ مسلم حدیث دلیل ہے تعین موضع رفع پر ہی ماہ نامزدہ ہے ازار
یعنی تمہ کا اور جو بجای اوس کہے ہو دوسری حدیثوں میں ہی آیا ہے
سنت یہی مقدار ہے اور تا کہ بنیں جائز ہے اور کعبین سے نیچے حرام اور
لائق آتش و دوزخ ہے مگر کہتے ہیں میں نے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ تہ
باندھتے اور حاشیہ تمہ کا آگے کی جانب سے پشت قدم پر رکھتے اور
پیچے سے اوسکو اونچا کرتے ہیں کہا تم تہ کیوں اس طرح باندھتے ہو کہا
میں نے حضرت کو اسی طرح تہ باندھتے دیکھا ہے یعنی گاہ گاہ رواہ ابو داؤد
معلوم ہوا کہ اونچا رکھتا ازار کا پیچے سے کافی ہے عدم اسبال میں حدیث
ابو سعید میں رفع آیا ہے انما ردة المؤمن الى انصاف سابقہ لا جناح علیہ
فی ما ینہ وبان الکعبین وما یسفل من خلک فی الذال الحدیث رواہ
ابو داؤد و ابی ماجہ حدیث دلیل ہے جو از اسبال پر با فوق کعبین بعد
اس سے اسفل کو نار میں فرمایا ہے اور یہ کلمہ تین بار کہا

نوکر خز کا

حدیث ابو الجاہل میں آیا ہے کہ عمران بن حصین پیچہ باہر آئے وہ مطرف
خز اور مسہ ہوئے تھے الحدیث رواہ احمد مطرف وہ کپڑا ہے جس کے
دونوں طرف کنارہ ہوتا موس میں کہا ہے مطرف چاروں طرف کہتے ہیں جو
مربع دہاری دار ہو اور خز کہتے ہیں اوس کپڑے کو جو زے رشیم کا ہوا

بعض نے کہا جو پیشیم و صوف کا ہو اس جگہ یہی قول اخیر مراد ہے اور
 مین خضر کو شہر نو پتے مین

ذکر اطلاق تلمذ کا

معاویہ بن قرہ عن ایسہ کہتے ہیں مین پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی آیا ایک جماعت مزینہ کے ساتھ یعنی بیعت اسلام کرنے کو
 انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور حضرت بیٹے
 تھے گنڈیان گریبان کی کھلی ہوئی تختین میں اپنا ہاتھ اندر گریبان
 متیس کے کر کے مہر نبوت کو چھوار واہ ابی داود حدیث دلیل ہی اطلاق
 ازراہ پر اور گریبان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک پر اتھا اتحاد
 کثیرہ ہی پر دلیل ہیں اور چھوٹا مہر نبوت کا بغرض تین و تبرک کی تہا یہ علا
 نبوت کی خاص ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی

پیغام حسن و نیک آرم آورد انجام بشارت ابن مریم آورد
 باجلہ رسل نامہ بی خاتم بود احمد پر نامہ و خاتم آورد

صلی اللہ تعالیٰ علی خاتم الانبیاء وسلم

ذکر پیوند گفانی کا کپڑی مین

حاکم کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منجسہ فرمایا یا عائشہ
 ان اردت المحقابی فیکفیک من الدنیا کن اذ الراق وایالو

بحالہ الاغنیاء ولا تستخافن فی باسحق ترقیہ ربیعہ الترمذی قال
 هذا حدیث غریب لا نعرفہ الا من حدیث صالح بن حسان وقال
 محمد بن اسماعیل صالح بن حبان منکما الحدیث یعنی اسے عائشہ اگر تو
 چاہتی ہے ملنا مجھے یعنی دنیا و آخرت میں تو چاہیے کہ کفایت کرے تمکو
 دنیا سے بقدر توشہ سوار کہ اوپر پستی رہنمائی سے اہل دولت کی اور
 نہ پرانا گن کہ پرے کو اور نہ پسند کہ سے اوس کو سبب کنگی کے میان تک
 کہ پسند کرے تو اسکو توشہ سوار اس لیے کہا کہ سوار تیز چلتا ہے منزل
 پر جلد پہنچتا ہے اوس کو توڑا سا توشہ کافی ہے بجلاؤ پیادہ کلاؤ
 سفر میں دیر لگتی ہے وہ زیادہ توشہ لیتا ہے آئین ترغیب دی ہے
 قناعت علی الیسیر پاور ہنشین سے دولت بدون کی اس لیے منع فرمایا کہ
 افکی صحبت باعث ہوتی ہے محبت شہوات و لذات و لموات دنیا پر ہے
 سخت عزت نیز انش این سخن است کہ از صاحب تاج حسن احترام کنی
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تمدن عینک الی ما تمنا بہ ازواجنا منہم
 زہدۃ الہیۃ الدنیا الہم ایک روایت میں فرمایا ہے کہ صحبت ثوی ہے
 بچو کہا وہ کون ہیں فرمایا اغنیاء راستہ یعنی تو نکرون کے دل سخت و
 سیاہ ہوتے ہیں گویا اونہیں جان ایان کی نہیں ہے سو جب وہ مرد
 دل ہیرے تو ہیراؤن کی پاس بیٹھے سے کیا حاصل بجز اس کے کہ اپنا

دل ہی مردہ ہو چکا ہے

و مجلس خود راہ بندہ بچو منے را ، افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را
 اور پیوند لگا کر پینے کی رغبت دلائی لیکن بطریقہ کفایت موت اور عدم
 سوال و ترک حرص کا بتلایا بلکہ اس میں کس نفس و رفق تکبر ہی حاصل ہے
 حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایام خلافت میں خطبہ پڑھا
 اس وقت ہون کی تہذیب میں بارہ سو پندرہ لکے تھے اسی جگہ سے حدیث
 ابو امامہ میں رخصا آیا ہے الاستغیث ان الاستغیث ان البذاذۃ من لایما
 ان البذاذۃ من الایمان رواہ ابو داود تم نہیں سنتے تم نہیں سنتے کہ
 ترک زینت کرنا اخلاق ایمان میں سے ہے حدیث دلیل ہے اس
 بات پر کہ سیلا کچھلا رہنا اور سیاہی پرستانہ ہونا اور پٹا پٹا کپڑا پہننا
 نشانی ایمان کی ہے یعنی جبکہ مقصود اس وضع سے زہد فی الدنیا اور
 رغبت فی الآخرة ہونہ ریا و سمعہ و حیلہ گدائی و نحوہا سویدین و ہب ایک
 مرد ہے جو کہ اپنا صحابہ سے تھا اور اپنے باپ سے راوی رفا اقل میں
 کہ جس نے پٹا جامہ جمال کا ترک کر دیا اور وہ ایسے لباس پرست نہ
 رکھتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ براہ خاکساری چھوڑ دیا تو اس کو
 حلقہ لاسٹ کا پہنا دیا اور جس نے بیاہ کیا اس کے لیے اسراف کے سر پر
 تاج شاہی رکھیا رواہ ابو داود و دروی الترمذی منہ عن معاذ بن

اُس محدث اللباس مطلب یہ ہوا کہ جس نے بیخود چپ لایا یا باسیہ چھو
 ترتیب آخرت یا بنظر حقارت بریت و نیا لباس عذرہ ترک کر دیا تو
 اوس کو آخرت میں جلا کر اُدرت ملیگا یا جس نے ایسی عورت سے
 نکاح کیا جو اس کی برابر نہیں ہے نہ کفارت میں نہ عورت میں نہ غنائم
 اور یہ نکاح محض اللہ کی رضا کے لیے کیا یا واسطے حفظ نفس کے فتنہ
 و فساد و نحوہ سے یا بغرض محافظت دین و طلب نسل کے تو بہشت میں
 اوس کے سر پہ ایک تاج بادشاہی کا رکھا جائیگا یا یہ کہ وہ فساد و
 آخرت میں موقر ہوگا

ذکر سونی کی چھاپ کا

حدیث علی رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ لہانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم عن خاتم الذهب وعن لبس العسی والمساند رواہ اہل السن
 الاربع یعنی منع کیا مجاہد حضرت نے پہننے سے سونی کی چھاپ کے اور
 قسی اور زین پوش ریشمی سے معلوم ہوا کہ جس کپڑے پر پتھر یا ذہب
 خالص کی ہوا و سکا پننا منع ہے اور جب چھاپ یا اُدرت پتھر سے تو
 جائزہ زنگار اور وہ کپڑے ہیں سونے کے تار ہون بالا ولی حرام ہوگا
 اسی طرح دُکوب خزونار سے حدیث معاویہ میں بھی آئی ہے رواہ اہل اُرد
 والسنائی یعنی ریشمی کپڑے کی اور چیتے کے کپڑے کے زین پوش پر

سوار خوزن زبان سابق میں وہ کپڑا تھا جو صومند و ریشم ہی بنا جاتا تھا
 وہ بیاض ہے عجماء و تابعین نے او کو بوسپانیہ اگر وہی خرمراو ہے تو
 ملت نہی کی تشبیہ عجم ہے بطریق تکبر کے اندر اگر مراد ریشم خالص ہے
 تو وہ مطلقاً حرام ہے اس جگہ یہی اخیر قسم مراد ہے اور خبر دی ہے کہ
 آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو خرمراو کو حلال جانے لگی یہ
 ستم زمان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ تھی اس لیے یہ اخبار اول
 خبر سید ابابکر سے بعض شراح نے کہا ہے کہ مراد خرمراو ہے وہ کپڑا ہے
 کہ تمام یا اکثر اس کا ریشم ہو

نور کرباسہ قطر کا

انشائے کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیار سے باہر تشریف لائے
 تیرکاٹھا گائے ہوئے اسامہ پر حضرت پر قطر کا کپڑا تھا کہ بطور بدیہی کے ڈالا
 تھا پھر صحابہ کو نماز پڑھانی دعا فی شرح السنۃ قطر ایک قسم سے چادر کی
 کہ اوس میں کچھ سبج و ہاریاں ہوتی ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کا لفظ
 یہ ہے کان علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثوبان قطر یان غلبطان
 وکان اذا قعد و غرق ثقل علیہ الحدیث رواہ الترمذی یعنی حضرت
 پر وہ کپڑے ہوئے قطری تھے جب بیٹھے اور پسینا آتا تو وہ نڈن پر بہا دے
 ہو جاتی بعض نے کہا ہے قطر ایک لہستانی ہے ضلع بحرین میں یہ کپڑا عمان کا

تأخریت دلیل ہے حوازا لباس خشن پر آمین نہ ہر وقت منع ہے واسطے
استعمال کے ۔

ذکر چادر سرخ و سیاہ و شامہ کا

لال بن عامر کے باپ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
میں نے میں خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ایک خضر پاپ کے اوپر ایک چادر سرخ
تھی رواہ ابو داؤد ظاہر یہ ہے کہ بالکل سرخ تھی لیکن اہل عام نے کہا ہے
کہ خطوط سرخ تھے یعنی لال دہلری کی لنگی اور ہے ہوئے تھے عایشہؓ
کہتی ہیں حضرت کے لیے ایک چادر سیاہ طیار کی گئی آپ نے اسکو پہنا
جب اس میں پسینا آیا تو اون کی بوبائی آپ نے اسکو ہینک یا یعنی
بسبب لطافت مزاج شریف ظفاظ طبع نیک کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم کو بوسے ناخوش سے سخت نفرت تھی کیونکہ خلاف لطافت و طہارت ہے
جابر کہتے ہیں میں باپس حضرت کے آیا آپ گوٹ ماری ہوئی بیٹھے تھے
آپ کی چادر کے پھرنے آپ کے قدموں پر پڑے تھے رواہ ابو داؤد
اس طرح کے بیٹھنے کو احتیاب کہتے ہیں اس کی تکمیل یہ ہے کہ سرین زمین
پر ٹیک کر دونوں گھٹنے کھڑے کر دے اور دونوں لمبہ تہ یا کوئی کپڑا اگر د
گھٹنے کے لمبیٹ کر ہمارے کے لیے بیٹھے

ذکر قبایطی کا

وحید بن خلیفہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس قباطی امی
ایک قبلیہ مجھو دیا اور فرمایا اس کے دو ٹکڑی کر ایک ٹکڑے کا قیص بنا
اور دوسرا کڑا اپنی عورت کو دے کہ وہ اڈو سکے اور نہ بنائے جب میں
بشت پہیر کر چلا تو فرمایا اپنی عورت کو حکم دے کہ اس کے نیچے ایک اور
کپڑا یعنی بطور استر کے لگائی تاکہ بال و بدن ظاہر یعنی سبب باریکی کے
رواہ ابو داؤد قباطی ایک باریک سفید کپڑا ہوتا ہے مضمین بنا جاتا ہے
حدیث دلیل ہی اسپر کہ مرد کو باریک کپڑا پہننا درست ہے اگرچہ وہ صاف
بدن ہو اور عورت ایسا باریک کپڑا نہ پہنے جس سے بدن دکھائی دے
جیسے حالی و لاہی و نحو ہما

ذکر باریک کپڑی کا

عالمشہ کہتی ہیں اسما بنت ابی بکر پاس حضرت عائشہ کے امین وہ ثیاب قاق
یعنی باریک کپڑے پہنے تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی
طرف سے منہ پہیر لیا اور فرمایا ای اسما عورت حسب ایام جنس کو ہونچے
یعنی بالغ ہو جائے تو ہرگز درست نہیں ہے کہ کوئی عضو اسکا دکھایا جائے
مگر یہ اور یہ یعنی چہرہ اور ہاتھ رواہ ابو داؤد یہ عورت ہے وہ بطور عورت
کے اور حجاب یہ ہے کہ گھر سے باہر نہ نکھرے روبرو لوگوں کے اگرچہ بدن دکھائی
ہو اور یہ خاص حکم تھا حضرت عائشہ کے ازواج مطہرات کو اور امت کی عورتوں کی

حجابِ سحر ہی یہی معلوم ہو اگر جب بدن عورت نکلا ابریک کپڑے
 کے اندر سے نظر آئی تو وہ عورت حکمِ برہنگی کا رکھتی ہے و لہذا علمتہ
 اپنی مان سے ناقل بہین کہ جھٹکھ دختر عبد الرحمن پاس عایشہ صدیقہ کے
 گئی وہ ایک بار یک اوڑھنی پہنے تھی عایشہ فی اوس شمار کو ہار ڈالا
 اور ایک سوٹی اوڑھنی او سکوا اوڑھنی رواد مالک حصہ دختر برادر
 عایشہ تین عایشہ فی اون کو باز یک اوڑھنی سین و یکم حصہ کیا اور
 وہ اسی تاویب بتلیم کے اوس باز یک اوڑھنی کے دو کڑے کر ڈالی
 اور اوڑھنی کی حوص غماز کیف پہنا دیا اہل علم و دین کی شان حق میں اپنی
 اور بیکانے کی دربارہ امر معروف نہی عن المنکر ہی ہوئی

ذکر دس قطری کا

عبد اسد بن امین کے باپ کہتے ہیں میں پاس عایشہ رضی اللہ عنہا کے
 گیا وہ ایک دس قطری پہنے ہوئے تین جس کی قیمت پانچ درہم تھے
 مجھے کہا تو اپنی نگاہ طرف میری کنیز کے اوٹھا اور اوس کو دیکھ کہ وہ
 حار کرتی ہے اور راضی نہیں ہوتی کہ اس کپڑے کو گھر میں پہنے یعنی
 چھ جابی اس کی کہ اس کو ہنکر باہر نکلے حالانکہ اسی کپڑے کا ایک دس
 میرزا نے حضرت علی علیہ وآلہ وسلم میں تھا جب کسی عورت کو
 بہین بیاہ کے ایسی سوار تھی تو وہ مجھے اس کپڑے کو عاریت منگوا بھیجتی

رواہ البخاری اس میں دلیل ہے زہر پیا اور درپردہ نصیحت و ہدایت ہے
پہننے پر جامہ کم قیمت کی اور دلیل ہی جواز نسبتاً رہ لباس پر شادی وغیرہ میں

ذکر قبای و سیاچ نکا

حاجر بکتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن قبای و سیاچ پہنی
پھر جٹ پٹ اوتا کر پاس عمر رضی اللہ عنہ کے پیچیدی عمر نے وہ دونوں
در ہم کو بیچ ڈالی بدوہ مسلمہ بطولہ معلوم ہوا کہ لباس ریشمی کا پہنا سچ
ہے اور اگر وہ دیاچ خالص نہ تھا تو خلافت تقویٰ جانکا اور سکودور کرویا

ذکر ایک پیچ کا

ام سلمہ کہتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیری پاس آئی اور میں
اوڑھنی اوڑھ رہی تھی فرمایا ایک پیچ وہ سے سر پہنہ دو پیچ دو واہ ابوہ یعنی
سر پہنہ دو گلی کے نیچے ایک پیچ کافی ہے نہ دو پیچ تاکہ اسراف و مناسبت
ساتھ مردوں کے ہو قالہ الطیبی ظاہر یہ ہے کہ مراد سر پہنہ پیرا لپٹنا ہو
زنان عرب کی عادت ہے کہ سر کو کپڑے سے ڈھانکتی ہیں جیسے حصاہ
جھکویاں کی زنجیر سے باندھتی ہیں حضرت نے فرمایا کہ ایک پیچ کافی
ہے زیادہ نہ لپیٹے تاکہ مشابہ دستار نہ ہو

ذکر جامہ جدید کی پہننے کا

ابو امامہ کہتی ہیں عمر بن خطاب نے ایک نیا کپڑا پہنا پھر کہا الحمد للہ الذی

گناہی ما اواری بہ عی رنی و اتجلی بہ فی حیاتی بہر کما مینہی حضرت کو سنا
 فرماتے تھے کہ جس فی جامہ نہ پہنکر یوں کہا اور پرا نا کیر الیکر صدفہ
 کرو یا وہ اسکی پناہ و حفظ و ستر میں رہے گا زندہ و مروتہ رواہ احمد
 والرمدی و قال حدیث عربیہ اس ما حدیث ابن مسعود کا لفظ یہ ہے
 کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں درجہ کو بول لیا بہر کما الحمد للہ الی رقی میں
 الریاس ما الحمد للہ فی الناس فاواری بہ عی رنی بہر کما مینہی حضرت کو سنا
 کہ اسی طرح کہتے تھے رواہ احمد

ذکر نام رکنے کا جامہ کو

ابو سعید خدری کہتے ہیں حضرت جب نیا کپڑا پہنتے تو اسکا نام لہنتی پڑی
 یا کرتے یا چادر پہرتے الحمد للہ کیا کسی منہ اسکا خدہ و
 خدہ ماصع لہ واعی دیکھ میں سن و سنا ماصنع لہ رواہ الرمدی و ابی داؤد
 حدیث ماؤز بن انس میں فرمایا ہے جسے کپڑا پہن کر الحمد للہ الی
 کسی حد اور رعبیہ میں عید و حول می و لاقہ تو اس کے لکھ بچلے
 گناہ بخش دیے جاتی ہیں رواہ ابو داؤد و ابن ابی عمیر و ابن ماجہ
 ہے کہ جو شخص گناہ نہیں کرتا ہے اس کے کپڑے جلد پرانے نہیں ہوتے
 اور عاصی کا لباس جلد کھنڈ و بوسیدہ ہو جاتا ہے یعنی دنیا و برزخ میں بے
 وجہی کہ اکثر موتی کا کفن باقی نہیں رہتا بلکہ تن و بدن بھی اور بعض صلیح کا

کنن باوجود طول زنجیر کے بلاتین و بدن بست و باقی سببہا ہی و اسلئے

ذکر موزہ کا

شیخ کشتی میں سببہ موزہ کار کرنا سننے ہی اور زر و خست اور
سرخ ہڈت نجاشی فی حضرت کا و و سیاہ موزے ساوے بطور یہ کہ
بیچے تھے آپ فی او کو پناہ پر و ضعیف کیا اور او تیر مسیح فرمایا میں کتابوں
اس حدیث کو ابن ماجہ و ترمذی نے ابن جریر و ابن ابی شیبہ سے روایت
کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ موزے بلا تقیید اس امر کے
ہے کہ او کا چڑا مدبوع ہے یا نہیں اور مردار کا ہے یا مذبح کا ہے اس کی
کچھ توجہ کی اور ظاہر حال پچل کیا اس سے حکم کو نہ کہ کپڑے اور بور یوں اور
شکر بنی وغیرہ فروش و ضبط و دیگر اشیاء کا معلوم ہوا کہ جب ظاہر میں نجاست
ہو تو حکم طہارت کا ہے انتہ مسیح کرنا موزے پر سنت صحیحہ سے ثابت ہی
اور ترک نہیں کرنا اوں کو مگر مبتدع ضلال اور مسیح کرنا موزے پر اگر طہارت
کا لہ پر پناہ ہے یعنی متیم و معذور نہیں ہے تو درست ہے کیونکہ ان کی
طہارت ناقص ہے اور اگر ایک مسلمان نے پہلے پاؤں دھوئے پھر موزہ
پناہ پر وضو کیا پورا پورا اس کو حدیث ہوا تو اس کو ہمارے نزدیک
مسح کرنا روا ہے اور جو کہ بھی روا ہے حکم موزہ کار کرنا ہے

ذکر پاؤں پر مسح کا

پہننا جو آئی کا سنت ہے قنود کہتی ہیں اپنے انیسویں مالک سے کہا کہ
 حضرت کا نفل کیا تھا کہا ایس کی دو قبال تھے قبال کہتے ہیں مہوال کہ
 جو در بیان دو انگشتبند کے ہوتا ہے اور ہند سے
 اوس کی سنت ہے حضرت نبوت سے پہلے ایام عسرت میں برہنہ یا ہی
 چلے ہیں پہرہ ابتدائی نبوت سے تا آخر مرض الموت کہی ننگے پاؤں ہوتے
 مگر صحن کعبہ میں یا کسی جائے خداداد میں اور بعض اہل عہدہ صالحین کو جو
 و باز میں ننگے پاؤں چلتے پہرتے ہیں سو یہ خلاف سنت ہے ہاں اگر
 صحرا ہوا اور براہ انکار و تواضع چلی تو جائز ہے یا بسبب عسرت و فقر کے
 اگر جو تا میسر نہ ہو تب ہی روا ہے انتہی کلام الشیخ میں کہتا ہوں حضرت ثانی
 نفل واحد میں چلنے سے منع کیا ہے یہ نہیں حدیث جابر میں رفقا نزدیک
 سلم کی آئی ہے اور ابو ہریرہ کا لفظ برعنا یہ ہے لا یشی احدکم فی نفل
 واحد لیخفہما جیعا اولیٰ علیہما جیعا متفق علیہ اس حدیث سے
 فی الجملہ اشارہ طواف جواز احفار کے نکلنا ہے بشرحانی برہنہ پار کر کے قر
 زہ ام برہنہ جہان پا پوش بی ہلبین برہنہ پانی نمیش
 اور حدیث جابر میں فرمایا ہے کہ جب باترہ جوتے گا ٹوٹ جائے تو ایک جو
 میں نہ چلی جب تک کہ او کو درست نہ کرے اور نہ ایک موز سے میں چلے
 رواہ مسلم اور وہ جو حدیث عائشہ میں چلنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

اور دوسری روایت میں چٹنا عایشہ کا ایک نعل میں آیا ہے رواہ الترمذی
 ہونہ امرئ اور صاحب خانہ میں تھا یا واسطی ضرورت یا بیان جواز کے ہوگا
 علامہ اس کے اس حدیث کی صحت میں بھی کلام ہے ابن عمر کہتے ہیں
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی پاپوش پہنتے تھے جس میں بال نہوتے
 رواہ البخاری یعنی صاف چمڑی کے انہ نے کہا حضرت کے نعل میں دو
 تھے رواہ البخاری ایک سمتہ درمیان آگوشے اور اوس کے پاس کی
 اوگلی کے ہوتا تھا اور دوسرا درمیان پچ کی آگلی اور اوس انگشت کے جو
 اوس کی متصل ہے جس کو نبھرتے ہیں یہ پاپوش عرب ہندی میں جیل
 کہلاتی ہے حدیث جابر میں فرمایا ہے کثرت سے جوتا پہنا کر وہ مرعوب
 غفلت سے راکب ہے رواہ مسند اور اب یحییٰ کا یہ ہے کہ پہلے پاؤں
 راستہ میں پہنے اور چپا تواری تو پای چپ سے شروع کرے تاکہ سینے
 پہنے میں اول اور اوتارنی میں آخر ہو متفق علیہ من حدیث ابی ہریرۃ
 یرفعہ ابن عباس نے کہا حضرت کی نعل میں دو قبائل مثنیٰ الشراکتے
 رواہ الترمذی یعنی دھڑا ہتہ تھا تاکہ چھین بہنیں اور استوار رہیں اور
 حدیث جابر میں کثرت سے ہو کر جوتا پہنے سے منع فرمایا ہے رواہ اہل السنن لکن
 چپ ہے کہ کثرت ہو کر پہنے میں شقت ہو نہ مطلقاً واللہ اعلم ابن عباس نے
 کہا سنت ہی کہ جب جوتا اوتارنی کو بیٹھے تو نعلین کو اپنی پہلو کے پاس رکھے

رواہ ابن داود یعنی جو تہی سہیت نہ بیٹھے بلکہ جوتا اوٹا کر بیٹھے کہ ادا بی سہی
 اور اوکو جانب چپ رکھے نہ جانب راست اور نہ سامنے اور پیچھے

ذکر ختم کا

حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ حضرت نے پہلے یعنی قبل حرمت زمر کے
 سونے کی انگڑھی بنوائی تھی پھر اس کو سپک کر چاندی کی بنوائی اور اس کا
 نگینہ لپٹن کٹ سے ملا رہتا تھا متفق علیہ اور حدیث علی میں ختم و رہے
 منع فرمایا ہے رواہ مسلم اور حدیث ابن عباس میں آیا ہے کہ ایک مرد
 کے ہاتھ میں خاتم زردیکر فرمایا کہ یہ ایک چنگاری ہے آگ کی رواہ مسلم
 بطوالہ حدیث طویل انس میں آیا ہے کہ حلقہ حضرت کی انگشتری کا چاندی
 کا تھا رواہ مسلم دوسرا لفظ یہ ہے کہ حلقہ نگین و ونون چاندی کے تھے
 رواہ البخاری تیسرا لفظ یہ ہے کہ حلقہ چاندی کا اور نگین حبشی تھا متصہل
 ہتیلی کے رکھتے متفق علیہ یعنی سیاہ رنگ کا رہتا یا ساخت حبش یا خاتم
 مقد و تھے چوتھا لفظ یہ ہے کہ انگشتری کو بنصر دست چپ میں پہنتے تھے
 رواہ مسلم اور حدیث علی میں بھی آئی ہے ختم سے وسطی اور انگشتری
 وسطی میں رواہ مسلم عبداللہ بن جعفر سے پہننا انگشتری کا دست راست
 میں بھی رفقا آیا ہے رواہ ابن ماجہ اور ابوداؤد میں ابن عمر سے بیان
 ہاتھ میں پہننا مروی ہے معلوم ہوا کہ و ونون صورتین ہیں لکن اکثر

احوال میں جان بچا کر ہی استعمال فرماتے تھے اور حدیث بریدہ میں
 پیش کی انگوٹھی کو ناپسند فرما کر کہا کہ اس سے بہتر ہی اصرام آتی ہے اور
 لوہے کی انگوٹھی کو زیور اہل ناب فرمایا ہے اور چاندی کی انگوٹھی کو کہا کہ
 ایک شتمال نہ ہو یعنی اس سے کہ وزن ہو رواہ الترمذی و ابوداؤد والنسائی

ذکر گنگرو کا

زبیرؓ فرماتا کہ ایک کنیز میری آزاد کی ہوئی تھی میرے بیٹے کو پاس عمر بن خطاب
 کی لیکھی اوس کے پانچون میں گنگر و شے عمر نے اوند کو توڑ ڈالا اور کہا میں
 حضرت کو شہ ہے فرماتے تھے مع کل جس شیطان رواہ ابوداؤد حدیث
 دلیل ہے اس پر کہ جس زیور میں آواز نکلے اوسکا پہننا حرام ہے خواہ پانچون
 میں ہو یا اور کسی عضو میں بناء کنیز عبدالرحمن بن حیان انصاری پاس
 تھے کہ اتنے میں ایک لڑکی آئی وہ جلاجل پہنے تھی یعنی گنگر و وہ
 آواز کرتے تھے یعنی جہم جہم بولتے تھے عایشہؓ فرماتی کہ تم اسکو میرے
 پاس نہ لایا کرو مگر گنگر و قطع کر کے بیٹے حضرت کو سنا فرماتے تھے کہ لڑکی

الملائكة بیتافیه جس رواہ ابوداؤد

ذکر زیور زر کا

بعض احادیث سے حرمت زیور زر کی عورتوں پر بھی صراحت ثابت ہوتی
 ہے جیسے حدیث ابو ہریرہؓ نزدیک ابوداؤد کی اور حدیث اسامہؓ و کتب

نسائی وغیرہ کی اور حدیث اشع حدیثہ نزویک ابو داؤد کی لکن اہل علم
 نے ان احادیث کو منسوخ نہیں کیا ہے بحديث علی رضی اللہ عنہ حسن بن
 حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ جو زیور و سونا حرام ہے و کورامت پر یعنی نہ زنان
 امت پر اور کسی نے کہا مراد وہ سونا ہے جس کی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے
 تاریخ ان احادیث کی معلوم نہیں ہے لکن اتفاق جمہور ائمہ مذاہب ملت
 ذہب پر واسطی زنان امت کے ایک علامت قوی ہے جو ان استعمال
 زیور و زیور واسطی اثاث امت کے گلاس کے ساتھ ہی یہی ہے کہ
 حضرت کے ازواج و بیات نے چاندی ہی کے زیور پر اقتدار کیا تھا
 اور زنان اہل بیت استعمال زیور و زیور پر نیز رکھتی تھیں یہ ایک قرینہ
 قوی ہے انصاف ترک زیور و ذہب اور فقہ پر زیور سیم کی واللہ اعلم بالصواب

ذکر فوطہ باندہنی کا

اسمیر اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمر پر فوطہ باندھا یا
 نہیں باندھا اور متبعین پر فوطہ باندھنا مکروہ ہے اس لیے کہ حضرت نے
 نہیں باندھا ہے اور حرب و غزا و سفر میں کمر باندھنا منع نہیں ہے خواہ
 جامہ پہنا ہے یا پیر میں پر رخصتہ میں کہا ہے کہ جب نیا کپڑا قطع کری
 یا بچے تو ان ایام میں مبارک ہے جس طرح کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے
 قطع کیا دن یک شنبہ کی اوس کو غم ہو چکی گا اور مبارک ہو گا اور جس نے قطع

کیا دن و شبی کے سوا اس کو مبارک ہوگا اور جس نے قطع کیا دن و شبہ
 کے اس کو جو چرچا کر لیا یگا یا آگ اس کو جلا دیگی یا پانی ڈباوگا اور جس نے
 قطع کیا دن چار شبہ کے اس کو اس کے رزق کو کشادہ کر دیا اور کوئے
 مشقت اس کی طرف نہ آئیگی اور اس کے لیے معیشت ہوگی اور جس نے
 قطع کیا دن چار شبہ کی اس کو عظیم رزق دیا اور جس نے قطع کیا دن
 حمیہ کے اس کی عمر و دولت زیادہ ہوگی اور جس نے قطع کیا دن شبہ کے
 و دیار رہیگا جب تک کہ وہ کپڑا اس کے بدن میں ہوگا شیخ نے یہ
 روایت نقل کی لیکن کچھ کلام اس پر نہیں کیا ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے
 کیونکہ کہیں آتا ہے اسکا کسی کتاب صحیح یا سنن میں نہیں لگتا علاوہ اسکے
 سب ایام اسد تعالیٰ کے ہیں کوئی دن منحوس نہیں ہے اور نہ مخصوص ہے
 و اعلیٰ کسی کام کے یہ اور بات ہے کہ جن ایام کی فضیلت آئی ہے جیسے جمعہ
 و سونہا اول ایام میں بنظر میں کوئی کام کرے لیکن اس خبر میں روز و شبہ کو
 نام مبارک نہیں آیا ہے حالانکہ حدیث میں آیا ہے بَارَكَ اللهُ فِي يَوْمِ السَّبْتِ وَالْجُمُعَةِ
 یہ دو دن واضح ہے وضع و نگاہت پر اس خبر کے حکیم صاحب روضہ فی نقل
 کیا ہے ہاں شیخ رح نے بعد اس کی یوں کہا ہے کہ زاو المتوعدین میں لکھا ہے
 کہ یہ ایک قول ہے امیر المؤمنین علی رض کا اور یہ بات حدیث سے ثابت نہیں
 ہے انتہ میں کہتا ہوں کہ مجھ کو اس میں بھی تامل ہے کہ حضرت امیر کا یہ قول

پیر شیخ فی کما ہے کہ حدیث میں ایسی نہایت رسی ہے کہ نیا کپڑا شب جمعہ یا روز جمعہ
 کو نہایت نماز جمعہ پہنے اور عیدین میں جامہ پہننے اوس کو مبارک کرنا چاہیے
 کہ اوس کپڑے میں ناؤ کو بھیجی ہو اور ہوگا بفضل اللہ و ملطفہ و کریمہ منتہی لکن
 اس حدیث کا نشان بھی معلوم ہوا کہ کس جگہ کی ہے اور کیسی ہے رتو
 میں کما ہے کہ جب نیا کپڑا پہنے اس پر انا انزلنا پر ہوا اور پانی پر دم کر کی
 اوس کپڑے پر چھڑک دے اور کپڑا نہایت نماز کے پہنے اور نیا کپڑا پہن کر
 دو رکعت نماز شکرانہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اے انم ہونو وہ کپڑا اوس کی گردن
 تک نہ پہونچا ہو گا کہ گناہ اوس کے معاف ہو جاوین گے اور منت یہ ہے
 کہ جب کپڑا بدن سے اتارے اوسکو بڑکے رکے ورنہ اوس کو شیطان چسٹا
 ہے اور روزہ کو بھی حفاظت سے رکے جب نیا کپڑا یا موزہ پہنے پہلے خود
 پہنتیہ کہے اور اگر سورہ فاتحہ تین بار یا سات بار وقت پہننے جائزہ تو یا یا
 ہستار تو یا چادر تو یا موزہ نو کی بدن پر پڑھ لے تو سرور پیدا ہو گا اور
 بہت وعافیت سے رہیگا اور بیماری دور ہوگی اگر بیمار تھا اور اگر قرضدا
 ہے تو قرض ادا ہو جائیگا اور حلیہ دوسرا جائزہ مہیر آئیگا اور پانا کپڑا
 کسی فقیر و مسکین کو دیا ہے یا اپنے اہل و عیال کو بخش دے اگر وہ اس کے
 مستحق ہوں کہ اس کام میں اجر بسیار و ثواب بی شمار ہے انتہی یہ عبارت
 وضہ کی اوسی طرح پر ہے جیسے اکثر الامشاخ کے بیانات ہوتے ہیں نبیاً

اس کی کسی دلیل صحیح پر نہیں ہے فقط دینا جائز کہ نہ کاسکین کو حدیث سے ثابت ہے بلکہ حضرت شیخ اور اون کے امثال سے تعجب آتا ہے کہ آداب صحیحہ ثابتہ سنو نہ کو چور کر کیوں متعلق ایسے احوال رجال سے ہوتی ہیں بخاری ج نے کتاب ادب مفرد میں چہ سوا ادب سے زیادہ لکھے ہیں جو خاص جناب رسالت اور اون کے اصحاب باجلالت سے ثابت ہیں پس آداب و سنن ماثورہ کے ہوتے ان اقوال غیر مستند پر عمل کو نہ مہنی چسہ غفر اللہ لنا ولہم اللہ آمین ثم آمین

نوکر گھونگٹ کا

یا ایہا النبی قل لا ذوا جک وبتاک ونساء المؤمنین یدنین علیہن من جلا بیہن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفوراً رحیماً
ای سنبہ کہدی اپنی عورتوں کو اور اپنے بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لین اپنے اوپر ہتھی سی اپنی چادرین آمین لگتا ہے کہ چوپان پڑین تو کوئی نہ ساوی اور ہے اللہ بخشنی والا مہربان و
پہچان پڑین کہ لوندی نہیں پی بی ہے صاحب ناموں یا بد ذات نہیں نیکیخت ہے تو بد نیت لوگ وں سی نہ اوچدین گھونگٹ اسکا نشان رکھا یہ حکم بہتری کا ہے آگے فرما دیا اللہ بخشنی والا مہربان ہی انتے ف اللہ تعالیٰ اپنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افر فرماتا ہے کہ وہ مومن عورتوں کو

خامسکے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو بوجہ اونکی شرف و بزرگی کی اس بات کا
 حکم دین کہ وہ نیچے لٹکالین اپنے اوپر پتوڑی سی اپنی چادرین آکر باہر کے
 عورتوں کی ہمت و علامت سی جابہو جائیں اور نو نڈیوں کے نشان سی اور کھا
 تیز ہو جائی جلیباب وہ چادر ہے جو اوڑھنی کے اوپر ہوتی ہے حضرت شاہن
 مسعود و عبیدہ حسن بصری و عبید بن جیسر و ابراہیم نخعی و عطاء خراسانی وغیر
 واحد کا یہی قول ہی حافظ ابن کثیر کہتے ہیں وہو بمنزلہ الارام الیوم یعنی
 جلیباب آج کل بمنزلہ ازار کے ہے جو بری نے کہا جلیباب پٹھہ ہے ہڈیل کے
 ایک عورت فی اپنے کسی مقتول کا شریہ کہا ہے ۵

تمتی السور والہ وہی لاہسہ مستی العنار ی علیہم الخاسب

یعنی اوس مقتول کی طرف گزرتے ہیں اس حال میں کہ وہ بازی کرتے ہیں
 شل چلنے کنواری عورتوں کے کہ اوپر چادرین ہوں گدکی چال کنواری
 عورت کی چال کی ساتھ اس لیے تشبیہ دی کہ گزرتے ہیں چلتا ہے جیسی کنواری
 عورت شرم کی ماری آہستہ آہستہ چلتی ہی اور اوس کی پڑ بمنزلہ چادر کے
 ہیں گویا گزرتے اوس مقتول کی طرف ایسا چلتا ہے و آرا ہے جیسے کنواری عورت
 چادر اوڑھے شرماتی ہوئی آ رہی ہے علی بن ابی طلحہ فی حضرت ابن عباس
 سے روایات کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فی مومنین کی عورتوں کو امر فرمایا ہے
 کہ جس وقت وہ اپنے گہروں سی کسی حاجت و کام میں نکلیں تو اپنے مومنین

سر کی اور پسی چادر وں کی سارے ڈھانک لیں اور ایک آنکھ پہلی رکھیں
 محمد بن سیرین کہتے ہیں عینانی غبیرہ سلمانی سے اسد غزوہ جل کی اس
 قول کو پوچھا تو اس نے اپنی موندہ اوپتھر کو ڈھانک لیا اور بائیں آنکھ
 کو کھلا رکھا عکسہ فی کما کہ عورت اپنی ٹنڈی کے ٹکڑے کو چادر کی چادر کو اوپتھر
 لٹکالی ٹنڈی کے ٹکڑے کو کہتے ہیں ٹنڈی کے اصل میں خیر گردن کے گڑھے کو کہتے
 ہیں اور خیر پیش سینہ کو بولتی ہیں تو سینے کا گڑھا یہی دیکھ کر ہے ابن ابی حاتم
 نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت
 نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں نکلیں کان علی رؤسهن الغریبان من السکینۃ
 گویا اون کی سروں پر کوئی تھکے سکینہ و وقار سے اور اوپر سیاہ چادرین
 تھیں جن کو پہنتے تھے یونٹس بن یزید کہتے ہیں سنے زہری سے پوچھا کیا
 انڈی پر خارشنی اوڑھنی ہے سیاہی ہو یا بن سیاہی کہا اوپر خارش ہے اگر وہ
 سیاہی ہو اور طبابت سی منع کی جائے کیونکہ لونڈیوں کے واسطی مکروہ ہے
 کہ وہ آزاد سیاہی عورتوں کے مشابہ بنیں اور اللہ تعالیٰ نے یون ہی فرمایا
 ہے یا ایھا النبی قل الایۃ اخبرجہ ابن ابی حاتم سفیان ثوری رضی اللہ عنہ
 مروی ہے کہ وہی عورتوں کی زینت کی طرف نہ کرنا لباس یہ ہے اور اس
 جو منع کیا گیا ہے بسبب خوف فتنہ کی نہ اون کی حرمت کی وجہ سے
 استدلال اس قول سے کیا و ساء للی منین ذلک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین

کی یہ معنی ہیں کہ جس وقت وہ ایسا کریں گی یعنی گوشت ڈال ڈال لینگلی
 تو سچاں لیا بنگلی کردہ آزاد عورتیں ہیں نوڈیاں نہیں ہیں نہ رندیاں
 ہیں سدی نے تفسیر کرتا ہے کہ یہ یوں کہا ہے کہ کئی لوگ فاسق اہل
 کے جس وقت اندھیرا ہو جاتا تو وہ رات کو راہ مدینہ کی طرف نکلتی عورتوں
 چھڑتے مدینے والوں کے گھر تک تھے جب رات ہو جاتی تو عورتیں اپنی
 قضاے حاجت کے واسطی رستوں کی طرف نکلتیں تو یہ فاسق اپنی خضر
 اون سے چاہتے ہیں جب وہ عورت پر چادر دیکھتے تو کہتے یہ آزاد عورت ہے
 اوس سے باز رہتے اور جس وقت عورت پر چادر نہ دیکھتے تو کہتے یہ نوڈی
 ہے اوپر دوش پڑتے مجاہد فی کہا کہ چادر اوڑھ لیں تو معلوم ہو جائے کہ وہ
 آزاد ہیں بیان میں کوئی فاسق اون سے آزادی و ریت کے ساتھ پیش
 نہ آئے اندھ غفور حسین ہی معنی زمانہ جاہلیت میں جو کوہ گزر چکا ہے اب
 اوس کو بخشد بگیا اس لیے کہ عورتوں کو اس کا کچھ علم نہ تھا ان بعد علم کے
 جو عورت خلاف حکم کام کر گئی تو اوپر گناہ ہو گا اوس کی جزا سزا یا بنگلی
 فتح البیان میں کہا ہے کہ جلابیب جمع ہے جلاب کی جلاب ایک کپڑا ہے
 جو خائینی اور نہی سے بڑا ہوتا ہے یعنی نکلا وہ جس کو عورت دفع و خار کے
 اوپر اوڑھتی ہے جو ہری فی کہا جلاب بلفہ ہے شباب فی کہا جلاب ایک
 ازار واسع ہے جس کو اوڑھا لیا جاتا ہے کسی نے کہا قناع ہے کسی نے کہا

ہر کپڑا چادر وغیرہ ہے جو عورت کی ساری بدن کو چھپا دے جیسا کہ حدیث
 ائمہ علیہ السلام صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ کمانا رسول اللہ واسطی ایک ہمارے
 کے چادر نہیں ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اوس کی بہن کو چاہیے کہ وہ اپنے
 جلباب ہی اوس کو اوڑھادی و احدی کٹے بہن مفسرین نے کہا ہے کہ اپنے
 مونہوں اور سروں کو ڈھانک لیں مگر ایک آنکھ تاکہ پہچانے جائیں کہ وہ آزاد
 بہن تو اون سے کوئی انداز کے ساتھ پیش نہ آئے حضرت ابن عباس بھی سی
 کے قائل ہیں حضرت حسن نے فرمایا کہ اپنا اوڑھنا ڈھانک لی قرارہ نے
 کہا کہ جلباب کو اپنی پیشانی کے اوپر موڑے اور اوس کو مضبوط کر دے پھر اوکو
 ناک پر موڑ دی گواوس کی دونوں آنکھیں کھل جائیں لیکن سینے کو اور محکم وجہ
 یعنی اکثر مونہ کو چھپالی ہو دھنٹے کہا کہ اپنے اوپر چادروں کو ارخا کر لینی
 ڈال لیں لٹکا لیں اور اون سے اپنے مونہوں اور اطراف کو ڈھانک لیں
 حرف مرث تبعض کے واسطے ہی یعنی جلباب کا بعض و فضل اور پلو اپنے
 مونہ پر لٹکا لی متع کر لی تاکہ لونڈی سی متمیز ہو جائے ذلك اذنی ان یعرفن
 فلا یذین کے معنی ہیں کہ یہ چادروں کا لٹکا لینا قریب تر ہے اس کے
 کہ وہ پہچانی جائیں لونڈیوں سی متمیز ہو جائیں لگوگون کو یہ بات ظاہر
 ہو جائے کہ وہ آزاد ہیں تو اہل ریت و شوق کی طرف سے انداز ہی جائیں
 اونکا اور اون کے گہروا لون کا لحاظ کر کہیں اون سے چھپ کر لیں سی یہ مراد

نہیں ہی کہ سب جلا جورتون کی عورت پہچانی جائے کہ وہ کون ہے بلکہ مراوی
ہے کہ پہچان پرین کہ وہ آواز میں لوندیاں نہیں ہیں کیونکہ اور ہونے
ایک ایسا پہناوا پہنا ہے جو کہ آواز جورتون کی ساتھ خاص

فائدہ بیان میں تیسرے لباس علماء کے

سبکی حر اسد فی طبقات کبریٰ میں فرمایا ہے کہ اگر تہ شافعیہ میں سے احمد
بن حنبلہ جیسا حر اسد شافعیہ میں اس کویت کر یہی استنباط کیا ہے کہ اس
زمانی کی علماء جو بات اپنی لباس و پوشاک میں کرتے ہیں کہ آستینیں فراخ
چوڑی چکلی رکھتے ہیں عمامہ ایک مکمل خاص پر باندھتے ہیں طلیان اوڑھتے
ہیں یہ بات اہی ہے کہ سلف فی اس کو نہیں کیا ہے کیونکہ اس میں اون کے
واسطی ایک تیسرے اور اس میں وہ پہچانے جاتی ہیں تو اون کے قتلوں
اور قتلوں کی طرف التفات کیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمیز
اشراف کا کسی علامت و نشان ہی نہیں ایک امر مشروع ہے اس سے صاحب
فتح البیان دام ظلہ فرماتی ہیں کہ یہ کیا بار و استنباط ہی اور کیا قلیل النفع بات
ہے خاص کر بعد اسکے کہ سنت مظهر میں لباس و پوشاک ہی لباس میں اسرار
کرنے نہی وار و ہر چکی ہے اور سلف امت و ائمہ ملت فی ہی اس سے منع فرمادیا
تو بہرہ استنباط کماں اور طلب منزل کماں یہ تو ایک بدعت ہی کہ او سب علماء
و مشائخ دنیا نے نکالا ہے اسی لیے علی قاری رضی اللہ عنہ فی او کی موضع دوم

یوں فرمایا ہی عائشہؓ کا لایعلاج و کھانڈ کا بالاسراج یعنی جامی لیسے جیسی برجیان و
 استینین ایسی جیسے خر جیان اور اونپر اسکا بہت ثقت انکار کیا ہی اور یہ جو ذکر کیا
 کہ زنی علماء و شرافت ایک سنت ہی سوا بن احجاج فی منزل میں اسکو رو کیا ہی کہ
 انکی زنی دلباس اوس زنی و لباس کی مخالف ہی جو زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 سلم اور عمدہ خلق و راشدین رضی اللہ عنہم اور اوان کی بعد خیر قرون میں تھے پیراگر
 کوئی کہے کہ وہ اس لباس ہی پہنائے جاتے ہیں تو یوں کہا جاوی کہ وہ اگر لباس
 شکل اول پر پائی رہتے تو ہی وہ اوس ہی پہچانی جاتی کیونکہ وہ لباس اوس لباس
 مخالف ہو تا جیسر لوگ اب میں علی قاری فی اونکے قول کی انکار میں طول کیا ہی اور
 صاحب فتح البیان فی صحیح الکرامین ہی اسپر کلام مسطور فرمایا ہی طالب تفصیل کو
 رجوع کری محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ ایک شخص منافقون میں کاموشین کی بیٹی
 چھڑتا اور نکو انداز دیتا تھا اوس ہی جب کہتے تو کہتا کہ میں اوس عورت کو لونڈی گمان کیا
 تھا اسلئے اللہ تعالیٰ فی موشین کی بیٹی کو امر فرمایا کہ لونڈی کی لباس کی مخالفت کرے
 اور اپنی اور اپنی چادر وٹے کچھ لٹکالین عورت اپنی عورت کو ڈانک لی مگر ایک آنکھ
 قریب تر ہی اسکی کہ وہ پہچان پڑیں تو انداز یکا میں اللہ فرماتا ہے کہ یہ لائق تر ہی اسکی
 کہ وہ پہچانی جائیں حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جسوقت یہ آیت دین
 علیہن من جلابھن نازل ہوئی تو انصاف کی سپیان نکلیں گویا اونکی سروں پر کٹے تھے
 سکینہ یعنی وقار کی حبت سی اور اونپر چادر بن سیاہ تھیں جن کو وہ پہنے ہوئے تھیں

روایت میں انہی طرح مں السکہ کا لفظ ہی خالاکلمہ کے کچھ معنی نہیں ہیں کیونکہ مر
تشبہ دینا ہے سیاہ چادر و ہن کی کوتے سی سکینت و وقار کی سائبہ اور نکاح و
کرنامہ و ہنیں ہی جیسے کہتے ہیں یعنی وقت تشبہ سکون اور وقار کے کان علی
دوسرا الطید گویا اون کے سروں پر پرندے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مروی ہے کہ کما کہ رحم کرے اللہ انصار کی عورتوں کو کہ جس وقت یہ آیت
نادل ہوئی تو انہوں نے اپنی مروط کو ہار اسی پر او کو اپنے سروں پر ڈال
پہراؤ نہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی گویا او
سروں پر کو سے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آزاد
عورت لونڈی کا لباس پہنتی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسا نذر پیسین کو
حکم کیا کہ اپنے اور اپنی چادروں سے کہہ لٹکالین چادر کا لٹکانا یہی ہے کہ شفع
ڈال لی اور اوس کو اپنی پیشانی پر کس کر باندھ جسے آتش رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں کہ ایک لونڈی نقاب ڈالی ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گزری تو
وہ اوپر درہ لیکر چڑھ گیا اور فرمایا اسے ککاع تو آزاد عورتوں کے منشا بہ
بنتی ہے قناع کو ڈال دے صاحب شمع البیان و ام ظلمہ فرماتے ہیں ککاع
ایک کلمہ ہے کہ جس شخص کو حقیر جانتے ہیں جیسے غلام لونڈی حامل گنام
کم عقل بے وقوف اون کے واسطے اس کلمے کو بولتے ہیں جیسے ٹوکے
انہی خسیس مخور تعین اول اسلام میں اپنی عادت جاہلیت پر بتزل رہتی

تین عورت فرج و خمار میں باہر نکلتی آزاد و لونڈی میں کچھ فصل و تیز
 نہ ہاقتیان گہروہی قید لوگ چھڑتے جس وقت وہ واسطے قضای حاجت
 کے رات کو کجورون اور گنجان و رختون میں نکلتی تین یہ چھڑنا اوج
 لونڈیوں کو تھا کہ یہی لونڈی خیال کر کے حرہ کو بھی چھڑتے تھے اس لیے
 اون کو حکم ہوا کہ اپنا لباس برخلاف لباس لونڈیوں کے بنائیں
 ملاحظہ پندیں سر اور مو نہ چپائیں تاکہ کوئی طمع کرنے والا اون میں
 طمع نہ کرے کذا فی مرآۃ النساء ؟

خاتمہ

بیان ماسبق ہی یہ بات ثابت ہوئی کہ راجح تحریم معصومہ ہے عصمہ سے
 رنگ سرخ حاصل ہوتا ہے اور وہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی
 حلیہ حمراء پہنا تھا سو شافعیہ و مالکیہ وغیرہم قائل جواز لبس احمر ہیں مگر عصف
 کے سوا اور حنفیہ ہر سرخ رنگ کو کارود و حرام کہتے ہیں لیکن ان کے سارے
 دلائل مخدوش و مجروح ہیں تفصیل اس جج کی کتاب ہدایۃ السائل میں
 ہے ابن القیم کا یہ کہنا کہ مراد حمراء ہی مخطوط ہے نہ احمر بحت خلافت ظاہر و آ
 ہے حافظ نے فتح الباری میں دربارہ جامہ سرخ رنگ سات مذہب قبل
 کیے ہیں اور جانب جواز کو راجح کہا ہے یہی حق ہے رہا سفید و سیاہ و سبز و
 قرعہ و بلونات سوسب کا جواز احادیث سے واسطی مردون کے ثابت ہے

ابن عمر سے روایا و تفارک زعفرانی کا پیننا ثابت ہوا ہے رواہ احمد
 و اہل السنن بلکہ یہ رنگ حضرت کوئٹہ سی زیا و محبوب تھا اور سوا اس
 رنگ کی اور ابن زعفران بھی ثابت ہے اور حسن کپڑے پر صورت صلیب کے
 یا اور کسی حیوان کی ہوا و بکا پیننا درست نہیں ہے حدیث عائشہ سے
 دلیل ہے رواہ البخاری و خیرہ ابو داؤد و احمد کا لفظ یہ ہے لَوْنٌ فِی بَیْتِهِ
 ثَوْبٌ فِیْهِ تَصَالِیْبٌ اِلَّا نَقَضَهُ وَاخْرَجَهُ النِّسَاءُ اَيْضًا لِمَنْ يَتَصَوَّرُ وَخَرَجَتْ
 نَحْوُهُ كِی لَا یُاسَ بِهِ اَوْ پیننا قمیص و عمامہ کا ثابت ہے راپا جامہ سو
 حاجت ابوامامہ میں فرمایا ہے تَرَوُلًا وَاَنْتَزَا وَاخَالَفَ اَهْلُ الْكِتَابِ
 رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَسَنَدُهُ حَسَنٌ اَوْ رُبَّمَا مِنْ اَمَّةٍ فِی تَصْرِیْحٍ كِیْ
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اوّل خرید کی ظاہر ہی ہے کہ واپسی
 پیننے کے مول کی ہوگی ابن القیم نے کہا ہے كَانَ صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
 وَسَلَّمَ یَلْبِسُ الْقَلَنْسُوۃَ بِغَیْرِ عِمَامَةٍ وَیَلْبِسُ الْعِمَامَةَ بِغَیْرِ قَلَنْسُوۃٍ اَنْتَہٰی
 اس صورت میں یہ کہنا کہ تنہا کلاہ پیننا زنی مشرکین ہے کا نقد صحیح نہ
 شیر گیا تنہا یک عمامہ سنت ہے اور ترک اور سکا زنی عجمی عجم تحت انگلی
 بزیر دستا کرسی + اور پیننا ثوب مخلوط بجزیر کا منوع ہے لیکہ آج کل شیعہ
 کہتے ہیں بظہر بلی ورنہ جمہور قائل الاجتہاد میں تفصیل ان مباحث کی
 کتاب لیل الطالب میں مرقوم ہے اوس کی طرف رجوع کرنا چاہیے

اس باب آخر میں ترجمہ کیا اسود مائل و مشاربہ و مشاعرہ و اس
 ورنہ ان کے اس بات سے غیر مجرب و مجرب ہیں یہی طبع ملائیس میں پہلی بات
 عجیب و غریب ہے ہر دور سے ہر اہل کتاب کی ایک وضع خاص ہے اور
 خود کی ہی طرح نہیں ہے اور ترک کرنے کا لباس پہنتے ہیں وہ قریب
 و نبوی اپنے ٹونگ کا لکھن جو گٹھن میں اسلام کے قائل ہیں وہ لباس
 میں ہم طرح قوم خود میں کوئی اور میں اس تمام اتباع سنن و آداب اس
 کا طریقہ ناشرہ پر حق میں مرد و زن کے نہیں رکھتا ہے علیٰ الخصوص مسلمان
 ہندو سے زیادہ آزادگی میں رہتے ہیں جن کے جی میں ہر طرح کا
 تراش خراش پسند آتا ہے وہ اوس کو اختیار کرتا ہے خواہ زری دین ہو
 یا زری فسق یا زری کفر تنوع کا مقدار اس درجہ تک پہنچا ہے کہ ایک شہر
 یا ایک محلہ ایک گھر میں ہی اتحاد و وضع کا نہیں ہے اور کسی جگہ تکلفی
 اسیہ و ملائیس ہی مینی ٹوپی کسی قوم کی اور پاجا کہ کسی قوم کا اور جو کسی
 طائفہ کا غیر جبکہ لوگ صد و ستار و صد گشتار و ہزار رفقار و ہزار کردار ہو گئے
 ہیں غریب اسلام نے بالکل اہل اسلام کو ان کی ہدیت و دیم و شکل
 ایسا ہی جو دستور اسلام سے بدل دیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ سارا لباس
 مروج غیر ناشرہ حرام محبت یا ناجائز بخش ہے اگرچہ غالباً ایسا ہی حال ہے
 بلکہ بعض اوصاف جائز ہوں گے کہ ناشرہ سلف ہوں مکن وضع سلف پر مروج

غلام و مشائخ نین فی ہزار سو نفر ہی معلوم نہیں ہوتی پہنچ رہا اور بیان
 کے سلیں پر مرد ہوں یا عورت کیا حسرت و افسوس غلام ہرگز کہ بہترین
 شریفین کا لباس ہی گو طریقتہ عرب پر کھلاتا ہے اور شاہ قبائل و عشائر
 سرب ہے مکن سنت کی شکل سے بغایت دور اور سرت و خیلا و بچو سما
 نہایت نزدیک ہے جب مرد و زن کا یہ حال ہے کہ اوہوں فی اپنی تہیم
 روش ہوڑ دی اور فداق عجم کی اوضاع مختصرہ روز افزون پسند کیے تو
 زنان ناقص العقل والدین کا کیا ذکر ہے کہ فی احوال سہ تورات اکثر اہل اسلام
 نے وہ وضع اختیار کی ہے جو شرعاً حرام ہے بلکہ زبان شارع پر لعنت
 آئی ہے جس کو دیکھو بھائی کا جامہ پہنے ہوئے ہے نہ اللہ کا ڈر نہ رسول
 سے حیا اگر یہ بات نہ تھی کہ پوری شکل زنان عرب کی سنی ہوتی تو ہلا
 آنا تو ہونا ضرورتاً کہ استحقاق لعنت سے بچا جائے مباح ہو قصور و اشتہار
 سرے گرا رہا ہے اگیا ایسی باریک کہ سارا سینہ منکشف ہوتا ہے کرتی
 اتنی چوٹی کہ شکم و ناف ظاہر ہے پا جامہ وہ جو و اصغ بیٹہ ہتر ہے گر
 کلی وار ہے تو اس طرف صریح ہے اور اگر چوڑی ڈار ہے تو ہر دو قدم کشون
 بہین لباس و جامہ وہ باریک جو کسی عضو کا ساتو نہیں ہے بعض عورتیں
 غلیں مرغانہ وانگر کہ صدر یہ کا استہمال رکھتی ہیں خالاکہ اس شکل پر
 لعنت آئی ہے بالکل کا رخا نہ دین و ایمان کا برہم اور لباس اسلام کا

در رسم ہو گیا ہی منہذا سیلک الملائک با ایمان ہین اور غیر کی وضع پر
 طاعت اور اپنی تلاش و تلاش و ایجا و ناز و اپنا خوان و کان امر اللہ
 قد رامقد و راہد انخر الرسالة والحمد لله اولاً و آخراً آج روز و شنبہ

۲۴ بر رمضان المبارک شنبہ ۱۲۰۰ ہجری کو باوجود شت

حواس کے چار دن بین سید سالہ بعونہ تعالیٰ

۰۰ وصونہ مستام ہوا والحمد لله الکی

بنعمتہ تتم الصالحات

ط ط ط